www.novelsclubb.com
میرا جرم کیا ہے
از قلم ماہنور خان
THE NOVEL CAVE
Novel Cave
novelsclubb
:Read with laiba
03257121842

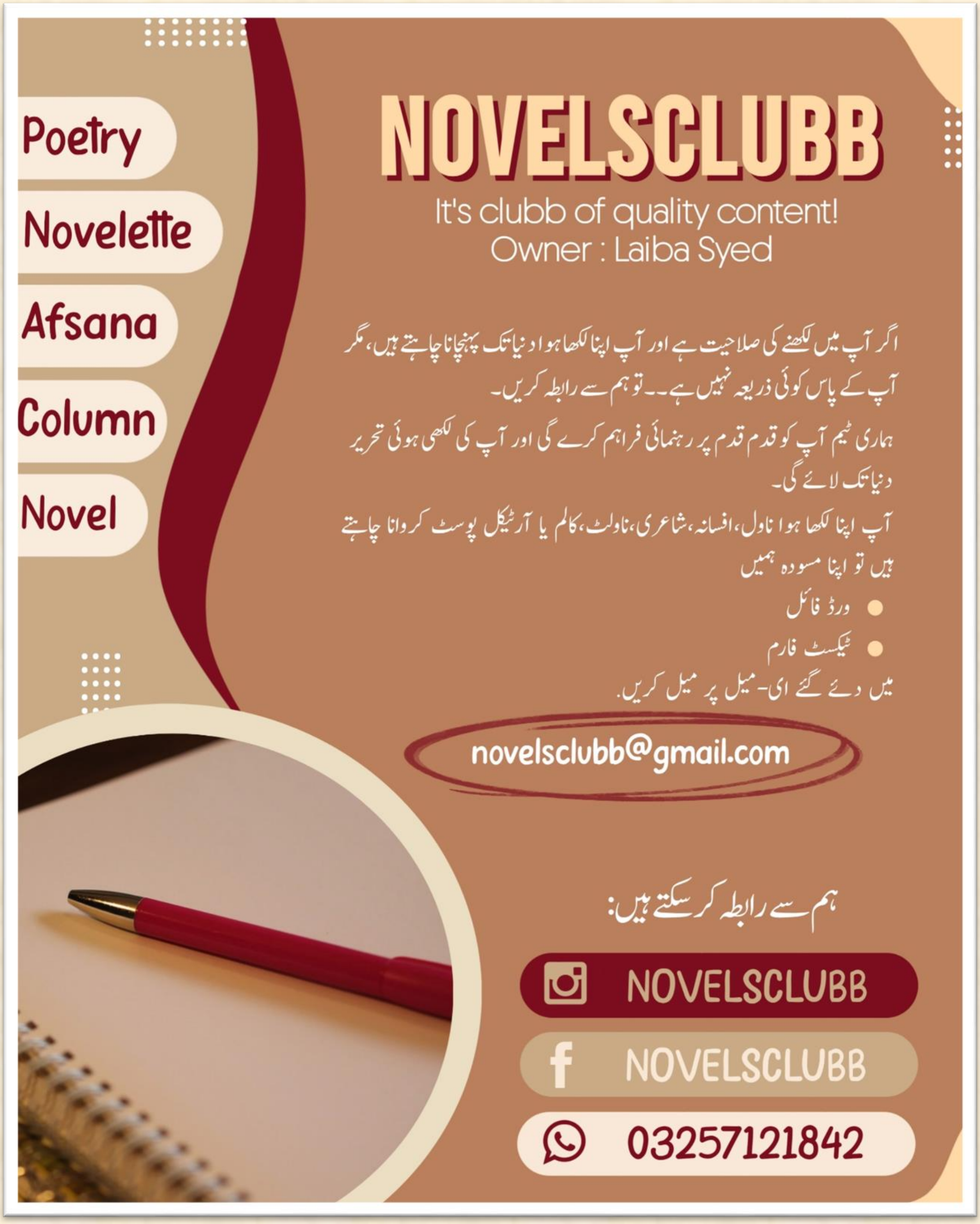
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

میرا جرم کیا ہے

از قلم

ماہ نور خان

Clubb of Quality Content

ناول "میرا جرم کیا ہے" کے تمام جملہ حق لکھاری "ماہ نور خان" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

انتساب

ہر حرف، ہر لفظ اور ہر جملہ اُس ذاتِ باری کے حضور نذر ہے، جس نے مجھ ناچیز کو اظہار کی صلاحیت اور تحریر کا ہنر بخشا۔اے پروردگار! تیری عطا کا احاطہ ممکن نہیں، سو میرا ہر شکر تیرے ہی نام ہے۔

نیز ان تمام ہم قدموں اور مخلص رفیقوں کی ممنون ہوں، جو میری فکر کے سفر میں ساتھ رہے اور میرے الفاظ کو معنویت عطا کی۔

بہت شکریہ مصطفی احمد کا جنھوں نے اس کا کوور بنایا۔

Clubb of Quality Content!

پیش لفظ

یہ حروف محض سادہ کلمات نہیں بلکہ ایک حقیقت کے آئینہ دار ہیں، جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو اس راہ پر گامزن کیا جائے جہاں والدین کی عظمت، بچوں کی پرورش اور معاشرتی شعور کی حقیقی پہچان نصیب ہو۔ یہ وہ کٹھن سفر ہے جس میں بعض لمحے آسانیوں سے محروم، اور بعض لمحے گہرے غور و فکر کے طلبگار ہوتے ہیں۔

یہ تحریر اس حقیقت کی ترجمان ہے جسے اکثر نگاہیں سمجھنے سے قاصر رہتی ہیں۔ انسان اپنی خواہشات کے طوفان میں حقیقت کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے، مگر یہ امر لازم ہے کہ اُس حق کی جستجو کی جائے جس پر کائنات کی بنیاد استوار ہے۔ یہ راہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو حقیقت کی تہہ تک پہنچنے کا حوصلہ رکھتے ہیں اور اپنی ذات کی تعمیرِ نو چاہتے ہیں۔

اہلِ ذوق سے گزارش ہے کہ اس معروض کو محض الفاظ کا ہنر نہ سمجھیں، بلکہ اس کے مابین چھپے وہ اسرار تلاش کریں جو زندگی کی پیچیدہ راہوں کو روشن کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ یہ چند اوراق آپ کی فکر کو جلا بخشیں اور آپ کی زندگی میں معنی کا ایک نیا باب رقم کریں۔

ماہ نور خان

گرمیوں کی دوپہر

وہ اپنے سارے کام ختم کرنے کے بعد کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے اوپر اپنے کمرے میں آئی تھی۔ کھڑکیوں پر پردے برابر ڈالے تھے۔ کمرے میں خاموشی کا راج تھا۔ کمرے کی ہر چیز قیمتی اور نایاب تھی۔ سفید پلنگ، کمرے میں داخل ہوتے سامنے اس پر نظر پڑتی داہنے طرف سفید اور نیلے رنگ کے صوفے تھے اور ساتھ پوری دیوار میں نصب کھڑکی اور دوسری طرف اٹیچ باتھ اور ساتھ سفید رنگ کا ڈریسنگ۔ وہ چلتی ہوئی سیدھا باتھ روم کی طرف بڑھی اس نے ظہر پڑھنی تھی۔ وضو کر کے اس نے نماز ادا کی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے لیکن منہ سے کچھ نہیں بولی بس خاموشی سے اپنی ہتھیلیوں کو دیکھ رہی تھی۔ آنکھ سے کچھ آنسو ٹوٹ کر اس کے گلابی گالوں کو چھوتے ہوئے اس کی ہتھیلیوں پر جا گرے۔ یونہی وہ آج بھی بغیر دعا کے اٹھ گئی، وہ بیڈ پر آ کر چت لیٹ گئی۔ مایوسی بے زاریت تھکن درد اس کے چہرے سے واضح ہو رہی تھی۔ وہ ایسی ہی تھی سب کے سامنے خوش ہنستی مسکراتی اور تنہائی میں بلکل زندگی سے بیزار۔۔

✧✧✧✧✧

آج جمعہ تھا اس لئے سکول سے جلدی چھٹی ہوئی تھی وہ سکول کے دروازے پر کھڑی اپنی ماں کا انتظار کر رہی تھی۔"یہ امی بھی نا بولا بھی تھا جلدی آجانا، آج جمعہ ہے۔"سڑک پر اِدھر اُدھر نظر دوڑاتے اپنی دوست کو کہہ رہی تھی۔

"آجائیں گی آنٹی تھورا انتظار کر لو۔"اس کی سہیلی نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیا لیکن وہ کچھ گھبرائی ہوئی سی لگ رہی تھی اسے محسوس ہوا کہ کوئی اسے مسلسل گھورے جا رہا ہے۔

"کیا ہوا کیوں پریشان ہو رہی ہو؟"اس کی سہیلی نے پوچھا اسے پہلے وہ کچھ کہتی کسی نے اسے پیچھے سے آواز دی اور وہ برف کی طرح جم گئی۔

✧✧✧✧✧

نا جانے کب یونہی چھت کو گھورتے گھورتے اس کی آنکھ لگ گئی۔

"پریشے باجی اٹھ جائیں۔ دادو کب سے آپ کو بلا رہی ہیں؟"اس کی آنکھ کھلی جب ایک بچی نے آکر اسے جگایا اس نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے گھڑی کی طرف دیکھا جو چار بجا رہی تھی۔

"میرو آپ دادو سے کہو میں دو منٹ میں آ رہی ہوں۔" اس نے ایک جاندار مسکراہٹ سے میرو کو کہا اور وہ سر ہلاتی کمرے سے باہر نکل گئی اور خود وہ باتھ روم کی طرف لپکی اپنی ساری تھکن پانی کے ساتھ بہا کر ایک تازگی منہ پر لے کر نیچے سیدھا کچن میں آ گئی۔ اسے دیکھ کر کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا یہ کچھ دیر پہلے والی پریشے ہے۔ ایک ہی جسم میں دو زندگیاں تھیں اس کی۔

"چائے بنا دو پری، سر میں بہت درد ہے۔" ایک ادھیڑ عمر کی خاتون کچن میں رکھی کرسی پر سر پکڑے بیٹھی تھی۔

"جی امی!" وہ صرف اتنا کہہ کر چائے بنانے لگ گئی۔

"نسرین کے خاوند نے آج پھر سامان بھیجا ہے اور اپنی بہن کے لئے سونے کی بالیاں۔" ایک اور عورت کچن میں داخل ہوئی اور پریشے کی طرف دیکھ کر بولی۔

"ارے بھئی مریم! قسمت والوں کو ایسی نیک اولاد ملتی ہے اور ہماری قسمت دیکھو بیٹا چار چار مہینے گھر بات تک نہیں کرتا، پیسے کیا خاک بھیجے گا۔" کرسی پر سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے وہ بولی۔

"شازیہ خالہ رہنے دیں اب یہ تو آپ کو پہلے ہی سوچنا چاہیے تھا کہ شادی کر کے آپ کا بیٹا سدھرے گا نہیں بلکہ اور بگڑ جائے گا۔" آخر میں ایک ترچھی نظر چولہے کے پاس چائے بناتی پریشے پر بھی ڈالی۔ وہ سب سن کر بھی ان سنا کر گئی کیوں کہ اب اسے اس سب کی عادت ہو گئی تھی۔

✧✧✧✧✧

پنجاب یونیورسٹی میں آج معمول کے مطابق رش تھا۔ ہر کوئی اپنے کام میں مصروف تھا۔ کوئی چہل قدمی کر رہا تھا اور کوئی کھانے میں مصروف تھا۔ سی ایس ڈپارٹمنٹ کے پارک میں وہ تنہا بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی۔ سر کو مکمل ڈھانپا ہوا تھا اور چہرے پر نظر کا چشمہ لگا ہوا تھا۔ صاف رنگت اور چہرے پر بلا کی معصومیت سجائے وہ کم عمر لڑکی تھی۔ جیسے ہی وہ اپنی کتابیں سمیٹ کر بیگ کندھے سے لگا کر جانے لگی تو اس کے موبائل کی سکرین پر ایک نمبر جگمگا رہا تھا۔ آپا کے نام سے نام کو پڑھتے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"السلام علیکم! آج اس وقت خود سے فون کر لیا، کیا بات ہے۔" فون کان سے لگاتے ہی وہ چلتے ہوئے بولی۔

"پھر سے؟ یار پری آپی! کب تک آپ لوگ اس طرح کرتے رہیں گے؟" فون کے اس پار پریشے تھی جو اپنی چھوٹی بہن کو کچھ کہہ رہی تھی اور جواب میں وہ پھر سے اپنا لیکچر دینے لگ گئی تھی۔

"دیکھو آپا! زندگی ایسے نہیں گزاری جاتی، آپ لوگ اپنے رشتے کو مضبوط بنانے کوشش کریں۔"

"زہرہ چلو کلاس کا وقت ہو گیا ہے۔" اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی زہرہ کو پیچھے سے اس کی دوست زارا نے آواز دی۔

"اچھا پریشان مت ہوں۔ میں کلاس لے کر ارسل بھائی کو میسج کرتی ہوں اور رات کو دونوں سے بات کرتی ہوں۔" زہرہ اپنی دوست کی طرف آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"اللہ حافظ" فون کان سے ہٹا کر اپنا چشمہ سیدھا کرتے زارا کی طرف بڑھ گئی اور اپنے پیچھے سناٹا چھوڑ گئی۔

✧✧✧✧✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بشیر خان کی حویلی میں اس وقت خاموشی کا راج تھا۔ دس بج چکے تھے اور ہر کوئی اپنا کام ختم کر کے اپنے اپنے کمروں میں جا چکا تھا۔ گھر کے صحن سے اگر اوپر والی منزل کی طرف دیکھو، تو ایک کمرا تھا۔ جس میں روشنی تھی اور کوئی کمرے میں کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔ وہ پریشے تھی ۔دن بھر کی تھکان کے بعد اب آرام کا وقت تھا، مگر آرام تو تب کیا جاتا ہے جب انسان کی زندگی میں کوئی فکر نہ ہو۔ لیکن اس کی زندگی میں صرف پریشانیاں ہی تھی۔

"سمرا تمہیں کیا لگتا ہے اس بار میں امی کے گھر جا سکوں گی؟" کھڑکی سے ذرا ہٹ کر وہ سمرا کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیوں نہیں جا سکو گی؟ ہر سال تو جاتی ہو۔" سمرا نے اپنے اوپر چادر کو برابر کرتے ہوئے کہا۔

"ہر سال ایک جیسا تو نہیں ہو سکتا۔ سال بھی انسانوں کی طرح ہوتے ہیں بدلتے رہتے ہیں ۔"کون کہہ سکتا ہے یہ وہی پری ہے جو پورا دن ہنستی مسکراتی کام کرتی ہے۔

"سو جاؤ پری، صبح جلدی اٹھنا ہے۔" سمرا نے سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ مار کر لیمپ بند کرتے ہوئے کہا۔

"ہمم" پری بس اتنا ہی کہہ سکی اور ایک بار پھر پورا کمرا خاموشی کی لپیٹ میں آ گیا۔ پری وہیں صوفے پر بیٹھ گئی اور ماضی کے کچھ حسین لمحات کو یاد کرنے لگی۔ وہ اپنے گھر کی بڑی اور سب سے لاڈلی بیٹی تھی۔ پہلی اولاد تو ماں باپ کو بہت عزیز ہوتی ہے اور اگر وہ فرماں بردار بھی ہو تو اور بھی قریب ہو جاتی ہے ماں باپ کے۔

"یہ ماں باپ بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں ہماری ہر خواہش پوری کرتے ہیں۔ ہمیں رونے نہیں دیتے ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھتے ہیں۔ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس طرح ہم زندگی کی تلخیوں کو سہہ نہیں پاتے۔" تنہائی میں بیٹھی وہ خود سے باتیں کر رہی تھی۔ "ماں باپ کو چاہیے وہ اپنی اولاد کو مضبوط بنائیں، خاص طور پر بیٹیوں کو کیوں کہ وہ نصیب کی چکی میں پس جاتی ہیں شادی کے بعد، اور پھر انہیں اپنا آپ سب سے لاچار اور بے بس لگتا ہے۔"

✧✧✧✧✧

بشیر خان ایک زمیندار تھا۔ اس کے والد نے دو شادیاں کر رکھی تھیں اور انکا خاندان بہت بڑا تھا۔ پشاور سے آگے ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ تقریباً آدھا قصبہ ہی بشیر خان کے والد گل خان کا تھا۔ اس لیے گل خان نے اپنے سارے بچوں کو برابر جائیداد دی تھی۔ اس میں سے بشیر خان

اور نذیر خان کو ایک حویلی اور آس پاس کی ساری زمین دی تھی۔ بشیر خان کی اولاد زیادہ تھی اس کو اللہ نے پانچ بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا تھا اور نذیر خان کا ایک ہی بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔ جب تک نذیر خان زندہ تھا سب مل کر رہتے تھے۔ اسی دوران بشیر نے اپنی بیٹی کی اور بڑے دو بیٹوں کی شادی کر دی۔ جیسے ہی نذیر اس دنیا سے رخصت ہوا بشیر نے بڑی چالاکی سے حویلی کے کونے کے دو کمرے نذیر کے گھر والوں کو دے کر علیحدہ کر دیا۔ نذیر کے بیٹے نے شادی کی اور باہر چلا گیا اور ماں اور بہن کو ہر مہینے کچھ پیسے بھیج دیا کرتا تھا۔ سمرا چونکہ اکیلی ہوتی تھی اس لیے وہ پریشے کے پاس آجایا کرتی تھی۔ سمرا کی منگنی ہو چکی تھی لیکن شادی کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ بشیر خان کا بڑا بیٹا عثمان کراچی میں نوکری کرتا تھا۔ حویلی کا ایک طرف کا حصہ اس کے نام تھا۔ وہ مہینے میں ایک بار آجایا کرتا تھا اپنے بیوی بچوں کے پاس۔ دوسرا بیٹا وہاب اپنی بیوی کے ساتھ لاہور میں رہائش پذیر تھا اور پھر ارسل تھا جس کی شادی پریشے سے ہوئی تھی اور پریشے کے دو دیور تھے اور دونوں ابھی پڑھ رہے تھے۔ پریشے پر ساس سسر اور دیوروں کی ذمہ داری بھی تھی۔ ارسل سعودی عرب میں کسی کمپنی کا مینجر تھا اور ماں باپ اور اپنے بھائیوں کا خرچہ خود اٹھاتا اور ایسے بشیر حویلی آباد تھی۔ قصبے کے لوگ بہت

عزت دیتے تھے اور وہاں کا سرپنچ بھی بشیر خان تھا۔اور جوانی میں الیکشن میں حصہ لیا تھا اور اپنے حلقے میں جیتا بھی تھا۔

✧✧✧✧✧

"السلام علیکم بھائی! کیسے ہیں آپ؟"رات کو کھانے سے فارغ ہو کر زہرہ اپنا فون لے کر چھت پر آگئی تھی اور امی سے کہہ دیا صبح پریزنٹیشن دینی ہے اسی کی تیاری کر رہی ہے۔اوپر آتے ہی اس نے ارسل کو کال ملائی۔

"الحمدللہ! میں بلکل ٹھیک۔آپ بتائیں کام کیسا جا رہا ہے؟"منڈیر پر بیٹھ کر کانوں میں ہینڈ فری لگا کر فون گود میں رکھ لیا اور ہاتھوں سے بالوں کی ایک لٹ کے ساتھ کھیلنے لگی۔

"بھائی آپ لوگ کب تک ایسے رہیں گے؟آپ کو کتنی بار یہ بات بتا چکی ہوں کہ میاں بیوی کا رشتہ ایسے نہیں چلتا۔پری آپی پریشان ہو جاتی ہیں،ان کا فون اٹھا لیا کریں۔"ایک ہاتھ سے عینک ٹھیک کرتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"چلیں آپ ان سے بات کریں پھر۔خدا حافظ۔۔"کان سے ہینڈ فری اتار کر اب اس نے آنکھیں بند کر لیں۔"اللہ! آپ ہی کچھ کریئے ان دونوں کا۔"وہاں سے اٹھ کر اب وہ نیچے

چلی گئی۔ کیونکہ اسے یونیورسٹی کا کام ختم کرنا تھا اور وہ سب کے سامنے ارسل سے یہ بات نہیں کر سکتی تھی ورنہ پریشے اسے بھی کچھ نہ بتاتی اور وہ ایک رازدار تھی اسی لیے تو پریشے ہی نہیں ہر کوئی اسے اپنے راز بلا جھجک بتا دیتا تھا۔

✧✧✧✧✧

پریشے اور زہرہ بہنیں تھیں۔ پریشے سب سے بڑی، اس کے بعد زینب سدرہ اور پھر زہرا تھی۔ پریشے کو سب پیار سے پری کہتے تھے۔ پریشے کے والد ہارون رشتے میں بشیر خان کے سوتیلے بھتیجے لگتے تھے اور ان کی رہائش لاہور تھی۔ ہارون نے اپنے باپ کی جائیداد اپنے بھائیوں کو دے دی اور خود اپنی محنت سے کاروبار کیا۔ گھر بنایا، شادی انکی بھی خاندان میں ہی ہوئی تھی۔ انکا ایک ہی دستور تھا کہ اپنے خاندان کی بچیوں کو خاندان سے باہر نہیں نکالنا۔ اس لیے یہ خاندان بڑھتا چلا گیا۔ انکی سوچ تھی کہ اگر باہر گئی تو ہمارا خاندان بکھر جائے گا۔ ہارون کا ایک ہی بیٹا تھا وہ بھی سب سے چھوٹا۔ ارتضیٰ پریشے کی شادی کے لیے ہارون منع کر چکا تھا لیکن اپنے بڑوں کے خلاف جانے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج پریشے ایک ساتھ دو زندگیاں جی رہی ہے۔ سب کے سامنے زندگی سے بھرپور ہنستی مسکراتی اور تنہائی میں اذیت سے دوچار۔ شادی ارسل کی ضد کی وجہ سے ہوئی تھی ارسل پریشے سے عمر

میں بڑا تھا پریشے لاہور میں پلی بڑھی اور اب وہ ایک چھوٹے سے قصبے میں رہتی تھی۔ شروع میں مشکل ہوئی مگر اب عادت ہو گئی تھی۔ بہت کچھ تھا جو اسنے راز رکھا ہوا تھا اور اس کے پیچھے کی ایک وجہ تھی اس کی بہنیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم ایک ایسے معاشرے کا حصہ ہیں جہاں اگر ایک لڑکی کسی وجہ سے سسرال چھوڑ کر میکے آجائے تو اس گھر کی باقی لڑکیوں کے رشتوں میں مسئلہ آجاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت وجوہات تھی زہرہ پڑھائی میں اچھی تھی اس لئے پڑھ رہی تھی۔ البتہ زینب اور سدرہ کے رشتے نہیں آرہے تھے ایسے میں پریشے اپنے گھر والوں کو مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پریشے آج تک سمجھ نہیں سکی اس کا مجرم کون ہے ارسل، اس کا سسرال، اس کے ماں باپ، رشتے دار یا وہ خود۔

✧✧✧✧✧

سعودی عرب کے شہر ریاض میں اس وقت گرمی کا زور تھا۔ صاف ستھری سڑک کے کنارے ایک پرکشش عمارت اپنی پوری شان و شوکت سے کھڑی تھی۔ اس عمارت کی دوسری منزل کی کھڑکی سے اندر جھانکو تو ایک چھوٹے سے آفس نما کمرے میں وہ کرسی پر آنکھیں موندے بیٹھا ہوا تھا۔

Clubb of Quality Content

"سر۔۔"کمرے میں ورکر کب سے کھڑا تھا، لیکن ارسل کو اس کے آنے کا پتہ نہیں چلا۔

"سر۔۔؟"ورکر نے اس بار ذرا زور سے آواز دی۔

"ارے یاسر! تم کب آئے؟ کوئی کام تھا کیا؟"اب کی بار ارسل نے آنکھیں کھول کر سامنے کھڑے یاسر کو دیکھا۔ کنچی آنکھیں جن میں غور سے دیکھا جانے پر اپنا عکس نظر آجائے۔ گہرے کالے بال جو ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ صاف رنگت یقیناً وہ دیکھنے سے پٹھان ہی لگتا تھا۔

"بس ابھی ابھی آیا سر۔"یاسر کچھ آگے بڑھتے ہوئے بولا۔

"کیا کام تھا یاسر؟"دونوں ہاتھوں کو میز پر رکھتے آگے کو جھک کر بولا۔

"سر کام تو کوئی نہیں تھا پچھلے آدھے گھنٹے سے آپ کا فون مسلسل بج رہا ہے۔"اس کی بات کو غور سے سن کر ارسل اپنی جگہ سے اٹھا۔اس کا قد کاٹھ اچھا تھا۔کالی شرٹ جس کے اوپر کے دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔ حسن اسے وراثت میں ملا تھا اور کچھ اس کے فیشن سینس کا اثر تھا کہ قصبے کی ہر لڑکی اسکے خواب دیکھا کرتی تھی، لیکن سب کے خوابوں کو اس نے چکنا چور کر دیا تھا پریشے سے شادی کر کے۔

"یہ کمبخت فون جب چاہتا ہوں بجے، تب بجتا نہیں اور اب دیکھو کیسے بج رہا ہے۔" اپنی جگہ سے اٹھ کر اب وہ کھڑکی سے باہر جھانک رہا تھا۔

"تو آپ اٹھا لیں سر۔" یاسر بھی کھڑکی کے پاس آگیا۔

"چاہتا ہوں۔ میں بھی اپنی پری کا فون اٹھانا چاہتا ہوں لیکن کچھ سمجھ نہیں آ رہی کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔" اب ارسل نے یاسر کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے کسی کشمکش کا شکار تھا۔ یاسر صرف اس کے انڈر کام نہیں کرتا تھا بلکہ وہ اس کا دوست بھی تھا۔

"چار سال ہو گئے ہیں شادی کو اور مشکل سے دو مہینے میں ایک بار بات کرتے ہو۔ ایسے نہیں ہوتا ارسل۔۔" اب یاسر دوستی والے روپ میں آگیا تھا ارسل خاموشی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

"رشتوں کا تقاضا ہے کہ انہیں اہمیت دی جائے ورنہ رشتے بکھر جاتے ہیں۔" ایک تھکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے یاسر کی طرف دیکھا۔

"لیکن رشتوں کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اسے دونوں طرف سے برابر نبھایا جائے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بلکل ٹھیک کہہ رہے ہو تم یار، لیکن خود سوچو جہاں تم اسے چھوڑ کر آئے ہو وہاں رشتوں کی اوقات ہی کیا ہے۔ وہاں لڑکی کے ہنر اور لڑکے کی دولت اہمیت رکھتی ہے۔" یاسر نے اس کے کندھوں کو تھام کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"اس کی اپنی غلطی ہے۔ اس سب کی ذمہ دار وہ خود ہے۔" اس سے پہلے یاسر کچھ کہتا دروازے پر دستک ہوئی۔ ارسل نے اندر آنے کی اجازت دی اور دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ یاسر سر جھٹک کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

✧✧✧✧✧

"آپ میرا فون نہیں اٹھانا چاہتے، کوئی بات نہیں لیکن خدارا اپنے گھر والوں کو پیسے بھیج دیں۔ میری زندگی کو عذاب مت بنائیں۔" صبح کے پانچ بجے پریشے نماز سے فارغ ہو کر ارسل کو فون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب کئی بار فون کرنے کے بعد بھی ارسل نے فون نہیں اٹھایا تو تنگ آ کر اس نے ارسل کو آڈیو میسج بھیج دیا۔

"آج بھی تم نے لوگوں کی وجہ سے میسج کیا ہے پری۔ مجھے لگا شاید اب تم صرف اپنے اور میرے بارے میں سوچو، لیکن نہیں تم ارسل کے علاوہ سب کا سوچتی ہو۔" ارسل نے بھی فوراً وائس نوٹ بھیجا پریشے نے اپنا ماتھا پیٹ لیا۔

"کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ یہ آپ کا گھر ہے، آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ کو سمجھ کیوں نہیں آتا؟" پریشے نے اب کی بار غصے میں بولا۔

"بس کردو پری! محبت کی ہے تم سے میں نے، اور تم مجھے پچھلے چار سال سے اس کی سزا دے رہی ہو۔ کیوں؟" ارسل کے وائس نوٹ سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ کتنا بے زار تھا۔

"محبت اچھا مذاق ہے مسٹر ارسل! جسے آپ محبت کا نام دے رہیں ہیں وہ محض آپ کی انا ہے۔" پریشے کی آواز میں درد تھا اور آنکھوں میں اب نمی آگئی تھی۔

"پری میرا یقین کرو، وہ میرا وقتی غصہ تھا۔" پریشے نے اب کی بار جواب نہیں دیا اور موبائل بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

یہ ہر دوسرے دن کی بات تھی۔ دونوں کی شادی کو چار سال ہو گئے تھے اور ان چار سالوں میں ارسل ایک بار پاکستان آیا تھا وہ بھی ایک ماہ کی چھٹی پر۔ اور اس بار اس کی ضد تھی کہ وہ

واپس نہیں آئے گا اور ارسل تو بچپن سے ضدی تھا۔ یہ بات ہر کوئی جانتا تھا لیکن پھر بھی اس بات کا الزام پریشے کو دیا جاتا تھا۔ سسرال والے سمجھتے تھے وہ پریشے کے اشاروں پر چلتا ہے۔ پری بھی اپنے آنسو صاف کر کے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر کچن میں آگئی تھی۔

"پریشے تم روٹیاں بنا دو، تب تک میں چائے بنا دیتی ہوں۔" پریشے کی ساس نے کہا جو کچن میں بیٹھی آگ جلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"جی امی۔" بشیر خان کی حویلی میں دن کا آغاز چھے بجے ہو جاتا تھا۔ پریشے پہلے ہی اٹھ جاتی تھی۔ نماز پڑھ کر کچن میں آ جاتی، پھر ناشتہ بناتی اور اس قصبے میں گیس نہیں تھی اس لیے لکڑیاں جلانی پڑتی تھیں۔ کیسا نصیب تھا اس کا، ماں کے گھر بارہ بجے اٹھنے والی، ماں کے ہاتھ کا ناشتہ کرنے والی آج یہاں اس حال میں ہے۔ وہ اس رشتے کو ہر حال میں نبھانا چاہتی تھی۔ ارسل کی ضد تھی تو پریشے کی بھی ضد تھی۔ اور پھر کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

"انائیں جسموں کو نہیں احساسوں کو ختم کرتی ہیں۔" اسی لیے اب پریشے کے احساس ختم ہو رہے تھے۔ شروع شروع میں وہ آگے سے جواب دیا کرتی تو سسرال والے ماں باپ کو

کوستے تھے، پھر پریشے کو احساس ہوا ان پر کسی چیز کا اثر نہیں ہونا اور پھر اس نے خاموشی اختیار کر لی۔ کوئی کچھ سناتا تو سن لیتی چپ کر کے۔

✧✧✧✧✧

آج اتوار کا دن تھا اس لیے ہارون منزل میں آج صبح ذرا دیر سے ہوئی تھی۔ سب ناشتہ کرنے میں مصروف تھے جب زہرا کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ وہ ناشتہ چھوڑ کر کمرے میں آ گئی اور دروازہ بند کر دیا۔

"السلام علیکم! کیسی ہو؟" زہرا نے موبائل کان کے ساتھ لگاتے پوچھا۔

"وعلیکم السلام! ٹھیک تم سناؤ۔" پریشے کا فون تھا، لیکن حیرت اس بات پر تھی اس وقت؟

"مجھے چھوڑیں، اس وقت سب خیریت ہے؟" زہرا کے چہرے پر خوف کے سائے بکھر گئے۔

"ہاں! سب ٹھیک ہے، کافی دن سے امی سے بات نہیں کی تو سوچا ابھی کر لوں۔"

"ہمم۔ امی ناشتہ کر رہی ہیں، آپ یہ بتاؤ ارسل بھائی سے بات ہوئی؟" زہرا نے شکر کا سانس لیا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"نہیں ہوئی۔۔"اب پریشے کی آواز ہر جزبے سے عاری محسوس ہو رہی تھی۔

"یار ! کاش آپ میری بات مان لیں تو سب ٹھیک ہو جائے۔۔"زہرا اب تکیہ گود میں رکھ کر پاؤں اوپر کر کے بیٹھ گئی۔

"تمہاری بات نہیں مان سکتی، تم کیا چاہتی ہو تم سب ہمیشہ گھر میں بیٹھی رہو اور بابا کسی سے بھی نظریں نہ ملا سکیں؟ سارا خاندان ماں باپ کو باتیں سنائے؟"اب کی بار پری غصے میں بولی

۔

"یہ سب آپ کے ہی فلسفے ہیں اور ایک آپ کا ایمان کمزور ہے۔آپ لوگوں کو اس بات پر توکل نہیں کے اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔دنیا میں اس نے جو نصیب میں لکھا وہ ہمیں اپنے وقت پر مل جائے گا"اب کی بار زہرا نے بے زاریت سے بولا۔

"تم جانتی ہو لوگ یہی چاہتے ہیں، کہ میں گھر آ کر بیٹھ جاؤں اور تم سب بھی ہمیشہ گھر بیٹھی رہو۔"زہرا نے اپنا ماتھا پیٹ لیا۔

"آپ لوگوں کو سمجھانا ناممکن ہے۔امی! آپی سے بات کر لیں۔" زہرا اپنی جگہ سے اٹھی اور امی کو آوازیں دیتی باہر نکل گئی۔ہر بار کی طرح اس بار بھی زہرا اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی مگر بے سود۔۔

✧✧✧✧✧

نو سال قبل۔

میٹرک کے امتحان ہونے والے تھے۔سکول میں پریشے کے کچھ ہی دن رہتے تھے۔آج جمعہ تھا وہ اور سویرا اسکول کے باہر کھڑی تھی۔سویرا تو خود چلی جاتی تھی لیکن پریشے اپنی امی کا انتظار کر رہی تھی اور سویرا کو اپنے ساتھ روک لیا تھا،جب اسے محسوس ہوا کوئی اسے دیکھ رہا ہے اور پھر پیچھے سے اسے کسی نے پکارا۔اپنا نام سن کر وہ پلٹی،اس کے سامنے ایک اکیس بائیس سالا نوجوان کھڑا تھا۔اس کے سامنے پریشے بلکل ایسی لگ رہی تھی جیسے شیر کے سامنے بلی۔وہ اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھنا چاہتی تھی،کیوں کہ اس نوجوان کی آنکھیں سحر تھیں جس میں کھو کر انسان اپنے آپ کو ہی بھول جاتا تھا۔

"کیا ہوا پری؟ یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو؟" نوجوان نے آہستگی سے پوچھا۔

"وہ۔۔ مم۔۔ میں امی کا انتظار کر رہی تھی۔۔" پریشے نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔

"آپی نہیں آئیں، تو سامنے ہی چچی کا گھر ہے۔ وہاں چلی جاؤ۔ یہاں راستے میں کھڑے ہونے کا کیا جواز بنتا ہے؟" نوجوان نے آبرو اچکا کر پوچھا۔

"میں جاتی ہوں۔" پریشے سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اب وہ اسے کیسے بتاتی کہ اس کی چچی اسے زہر لگتی ہیں، اس لیے جانے کے لیے پلٹی۔

"رکو۔۔" نوجوان نے اسے روکا اور چلتا ہوا اس کے اور قریب آ گیا۔ ایک نظر اس کے ہاتھ پر ڈالی جو سویرا کے ہاتھ میں تھا۔ پری نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا اور فوراً سے سویرا کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"مجھے لگا آج اپنی سہیلی کو ساتھ گھر لے کر جانا ہے۔" نوجوان نے ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ٹھونسے اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"اچھا پری! میں چلتی ہوں بائے۔" سویرا اچانک سے اس نوجوان کے آنے سے بوکھلائی ہوئی تھی۔ اس لیے جلدی سے وہاں سے کھسک گئی۔

"اب تم کہاں جا رہی ہو پری؟" سویرا کے جانے کے بعد پری بھی وہاں سے جانا چاہتی تھی۔

"آپ کی چچی کے گھر۔۔"پری نے معصومیت سے جواب دیا۔سولہ سالا وہ لڑکی جو ترکی بہ ترکی جواب دیتی تھی،اس نوجوان کے آگے ناجانے کیوں ڈر جاتی تھی۔

"پری کیا ہوگا تمہارا۔۔"اس کی معصومیت پر نوجوان نے آہ بھری۔"چلو تمہیں گھر چھوڑ کر آؤں۔۔"پہلے ہی پری گھبرا گئی تھی،اوپر سے یہ نیا بم پھوڑ دیا تھا۔

"کیوں؟"پری نے ہاتھ میں پکڑی کتاب پر گرفت مضبوط کر لی۔

"کیوں؟کیا تم مجھے منع کر رہی ہو پری؟"نوجوان نے سنجیدگی سے کہا۔

"نن۔نہیں تو۔"پری نے نظریں جھکا کر کہا۔

"گڈ!چلو پھر۔۔"پری فوراً سے گھر کی طرف بڑھ گی اور نوجوان اس کے پیچھے چل پڑا۔

✧✧✧✧✧

تیز تیز چلنے کے باعث اس کا سانس پھول رہا تھا اور ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہو رہے تھے،"آرام سے چلو پری کیا جلدی ہے؟"

"نہیں،وہ جمعہ شروع ہونے والا ہے اور گلی میں مسجد ہے تو رش ہو جائے گا۔"پری نے ماتھے سے پسینہ صاف کیا۔

"اچھا! رکو ذرا۔۔" وہ جو پہلے ہی ڈری ہوئی تھی، ارسل کی سنجیدگی بھری آواز پر رک گئی۔

"جی۔۔"

"مجھے ہاں یا ناں کا جواب دے دو پری، تاکہ میں اگلا لائحہ عمل طے کر سکوں۔۔" ارسل نے دھیمے لہجے میں بات شروع کی۔

"آپ کو شرم نہیں آتی آپ اپنے اور میرے درمیان کے رشتے کی توہین کر رہے ہیں۔
"ارسل نے چونک کر اسے دیکھا، جو پھولے سانس کے ساتھ تیز تیز بول رہی تھی۔

"رشتہ ؟" ارسل نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"مجھے تو نہیں معلوم تھا ہمارے درمیان کیا تعلق ہے، آپ کو پتہ ہے، آپ جیسے لوگوں کی وجہ سے انسان اپنوں پر بھی یقین نہیں کر پاتے۔"

"بس چپ کر جاؤ۔" وہ جو اپنی دھن میں بولی جا رہی تھی اچانک ارسل کی آواز پر رکی، "کیا بولتی جا رہی ہو پری؟ کون سا تعلق؟ کون سا رشتہ ؟" اب ارسل غصے میں بولا۔

"یہی کہ آپ میرے بابا اور امی کے کزن ہیں۔"

"ہاں تو؟"

"تو آپ میرے چاچو یا ماموں لگتے ہیں۔" ارسل کی رگیں تن گئیں۔

"تم پاگل ہو؟ میں تمہارا چاچو؟ تمہیں کس نے کہہ دیا؟ ماں باپ کے کزن تمہارے سگے رشتے دار ہوتے ہیں؟" ارسل نے دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو پیچھے کیا۔

"ہمارا نکاح جائز نہیں۔ مجھ سے دور رہیں آپ۔" وہ کہہ کر پلٹی اور اپنے گھر کی طرف بھاگی۔

"ارے! بات تو سنو ہم ایک دوسرے کے لئے نامحرم ہیں ہمارا رشتہ جائزہ ہے۔" ارسل اس کے پیچھے بھاگا۔ لیکن وہ اپنے گھر کے اندر جا چکی تھی اور دروازہ بند کر دیا تھا۔

✧✧✧✧✧

ہفتے کا دن تھا اور آج پریشے کا سکول میں آخری دن تھا۔ آج وہ اور سویرا جلدی سکول آ گئی تھیں اور اب وہ گراؤنڈ میں بیٹھی ناشتہ کر رہی تھیں اور یہ ان کا ایک ساتھ آخری ناشتہ تھا، کیونکہ سویرا اس کے بعد اپنے والد کے پاس کینیڈا جا رہی تھی، اور واپس کب آئے، کسی کو نہیں پتہ تھا۔

"تم آج مجھے سب بتاؤ گی پری۔" سویرا نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے بولی۔

"کیا؟ یہ کہ امی پراٹھے اتنے لزیز کیسے بنا لیتی ہیں؟" پری کی اس بات پر سویرا نے ماتھا پیٹ لیا
۔

"بے وقوف لڑکی! میں پراٹھوں کی بات نہیں کر رہی۔ تیرے اس کزن کی بات کر رہی ہوں۔" پری نے نوالہ ٹفن میں دوبارہ رکھ دیا اور انگلی اٹھا کر سویرا کو گھورا۔

"پہلی بات وہ میرا نہیں امی بابا کا کزن ہے۔ دوسری بات وہ اس لحاظ سے میرا چاچو لگتا ہے اور تیسری بات میں اس کے بارے میں بات کرنا ضروری نہیں سمجھتی فضول آدمی!" آخر میں ناک چڑھا کر بولی۔

"اس نے تمہیں پہلے بھی دیکھا ہے کیا؟" سویرا پانی کی بوتل پکڑتے ہوئے بولی۔

"ہاں! تجھے یاد ہے نا، اس سال کے شروع میں ہم اپنی خالہ کی شادی کے لیے گئے تھے۔ وہاں پر اس نے میری بہت تعریف کی اور میرے آگے پیچھے گھوم رہا تھا۔ لمبو کہیں کا!" منہ بنا کر بولتی وہ چھوٹی سی بچی لگ رہی تھا۔

"اتنا ہینڈ سم ڈیشنگ ہے یار اور تو اس کے بارے میں کیا بول رہی ہے۔" سویرا نے دونوں ہاتھوں کو ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر آنکھیں بند کر کے بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بکو مت، اور مجھے اس سے کیا لینا دینا؟ شوخا سا ہے۔ کام دھندا کچھ کرتا نہیں اور آیا بڑا مجھے سمجھانے والا۔" اب کی بار پری غصے سے بولی۔

"یار! تجھے اگر وہ نہیں پسند تو اس کا نمبر مجھے دے"۔ سویرا نے جوش سے اس کے آگے اپنا ہاتھ پھیلایا۔

"خدا کا خوف کرو لڑکی! تم جانتی ہو تم سے کتنا بڑا ہے وہ؟ اور میرا چاچو یا ماموں لگتا ہے اس لیے وہ تمہارا ابھی وہی ہے جو میرا۔" پری نے ایک چپت لگائی سویرا کو اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیا؟" شاک کے مارے سویرا نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے پری کو گھوا اور اس کا کندھا پکڑا۔

"تم پاگل ہو پری؟ وہ تمہارا چاچو یا ماموں کچھ بھی نہیں لگتا بے وقوف لڑکی! اس کا پروپوزل ایکسپٹ کرو۔" اب وہ اور سویرا اپنا لنچ وہیں بینچ پر رکھ کر واک کرنے لگیں۔

""" استغفر اللہ! کیا اول فول بول رہی ہو؟ میں پریشے ہارون اپنے امی بابا کے کزن سے شادی کروں توبہ توبہ۔۔" پری نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"بے وقوف! تیرے دو ہی چاچو ہیں وہ تیرا رشتے دار ہے بس۔" سویرا نے اپنی ٹیل پونی سیدھی کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ کچھ خاص پڑھا لکھا نہیں ہے اور نہ ہی وہ میری عمر کا ہے اور مجھے ابھی بہت پڑھنا ہے۔ میرے بابا اپنی پری کو ایسے تھوڑی کسی کو بھی دے دیں گے۔" بلا کا اعتماد تھا اس کی آواز میں۔

"رہنے دے، جیسے میں تیرے خاندان کو جانتی نہیں ہوں۔" سویرا کے طنزیہ جملے سے پری کو غصہ آ گیا۔

"اچھا چلو کلاس کا وقت ہو گیا۔" پری آخری دن بدمزگی نہیں چاہتی تھی اس لئے بات کو رفع دفع کر دیا۔

"آج کوئی کلاس نہیں ہے اس لئے آرام سے بیٹھو۔" سویرا وہیں بینچ پر بیٹھ گئی اور پری بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ یہ انکی عادت تھی جب کبھی ان کی کسی بات پر لڑائی ہونے والی ہوتی تو کوئی ایک بات بدل لیا کرتی تھی اور ایسے ہی دس سال کی دوستی آج بھی برقرار تھی۔

✧✧✧✧✧

یہ ان دنوں کی بات ہے جب پریشے کی خالہ کی شادی کے لئے وہ قصبے میں گئے تھے۔ ہارون اس سے پہلے اپنی بیٹیوں کو لے کر کبھی وہاں نہیں گیا تھا۔ اس بار فوزیہ کی ضد تھی کہ وہ اپنے

ساتھ اپنے بچوں کو لے کر اپنی ماں کے گھر جائے۔ہارون کو منانا مشکل تھا لیکن ناممکن نہیں۔ وہاں وہ پہلی بار اس نوجوان سے ملی جس کا نام ارسل تھا۔پری چھوٹی اور نا سمجھ تھی لیکن اس خاندان میں لڑکیاں اس عمر میں بڑی ہو جاتی تھیں اور انکی شادی بھی ہو جایا کرتی تھی،البتہ ہارون اپنی بچیوں کو پڑھانا چاہتا تھا۔پری خوبصورت تھی اور شادی میں ہر کوئی فوزیہ سے پوچھ رہا تھا کہ پری کی شادی کا کیا سوچا اور فوزیہ کا ایک ہی جواب ہوتا تھا۔"ان کے بابا کی مرضی ،جب انکو مناسب رشتہ ملے گا تو وہ پری کی منگنی کر دیں گے، لیکن شادی نہیں۔اس میں وقت ہے۔"ارسل اور اس کی عاشقی کے کئی قصے پری نے اپنی کزنز کے منہ سے سن لئے تھے۔اس لئے وہ ذرا اس سے دور رہتی تھی۔ارسل بھی لاہور نہیں جاتا تھا،اس لئے وہ پری سے ناواقف تھا۔شادی میں ارسل کو پہلی بار اپنا دل دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔دو ہفتے پری وہاں رکی تھی اور دو ہفتے ارسل اس سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا۔اس لئے ایک دن تنگ آکر اس نے ارسل کی بات سن لی۔

"آپ کو کچھ کام ہے ہم سے؟"آج مہندی کی رات تھی سب ہال میں بیٹھے لڑکی کو دعائیں دے رہے تھے۔وہ ان سب سے بچ بچا کر چھت پر آگئی اور وہاں ہی ارسل سے ملی۔

"دوٹوک بات کروں گا، مجھے باتیں گھومانی نہیں آتیں۔" سفید شلوار قمیض اور بلیک کوٹ پہنے بالوں کو سیٹ کیے وہ اچھا لگ رہا تھا۔ پری نے دل ہی دل میں سوچا، اگر داڑھی شیو کروانے کے بجائے رکھ لے، تو بلکل ترکی ڈراموں کا ہیرو لگے۔ "پریشے کہاں کھو گئی؟" وہ جو اس کا جائزہ لے رہی تھی، اچانک گھبرا کر خود کو کمپوز کیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"جی بولیں۔۔"

"آپ خوبصورت ہیں اور معصوم بھی۔ پہلی بار کسی لڑکی کو دیکھ کر دل اتنی شدت سے دھڑکا ہے اور اب دل کو اس کی منزل مل گئی ہے اور اب اس کی تلاش ختم ہو گئی ہے۔" وہ اس کے گرد چکر لگاتا اسے اوپر سے نیچے تک دیکھ رہا تھا۔ گولڈن لہنگا پہنے اپنے بالوں کو کھلا چھوڑے وہ کوئی گڑیا لگ رہی تھی۔

"اور یہ بات آپ کتنی لڑکیوں کو بول چکے ہیں؟" وہ جو اپنی دھن میں بولے جا رہا تھا، اچانک سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھا۔ "ساری محبتوں کی داستانیں سن چکی ہوں میں آپ کی۔" وہ ہاتھ باندھ کر گردن اکڑا کر بولی۔

Clubb of Quality Content

"سنو لڑکی! شادی کرنی ہے تم سے میں نے، اب یہ بتاؤ کرو گی؟" پری کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی اس نے کسی کو اپنی طرف آتے دیکھا اندھیرے کی وجہ سے وہ اس کی شکل نہ دیکھ سکی اور ڈر کے مارے نیچے جانے کے لئے پلٹی۔

"محبت کے لئے دل کا دروازہ بند نہیں کرتے پری! ورنہ محبت روٹھ جاتی ہے۔ سوچ لو انتظار کرلوں گا میں۔" سیڑھیوں کے پاس پہنچ کر وہ پلٹی ایک نظر ارسل پر ڈالی اور نیچے چلی گئی اور اس ایک نظر نے ارسل کے دل میں امید جگائی اور وہ جھومتا دوسری جانب بڑھ گیا۔ لیکن کوئی نہیں دیکھ سکا وہاں دور درخت کے سائے میں کوئی چھپا انکی باتیں سن رہا تھا اور اب انکی زندگی میں نیا موڑ آنے والا تھا اور اب انکی محبت جو ابھی شروع نہیں ہوئی اس پر گرہن لگنے والا تھا۔

✧✧✧✧✧

اگلے دن بارات تھی، جو کہ لاہور ہی جانی تھی اور ہارون بھی اپنے گھر والوں کو لے کر بارات کے ساتھ جانے کا سوچ چکا تھا۔ سارے باہر گاڑی میں سامان رکھ رہے تھے، جب پری کمرے میں اپنا بیگ لینے آئی۔

Clubb of Quality Content

"جا رہی ہو؟" شیشے کے سامنے کھڑی اپنا سکارف پہن رہی تھی، جب ایک شناسا آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ پری کے چلتے ہاتھ رک گئے

"جی۔۔" اس نے ارسل کی طرف دیکھا، جو دروازے میں ٹیک لگائے پری کی ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا۔

"جاتے جاتے میرے سوال کا جواب دیتی جاؤ ورنہ میں ناکام عاشق کی طرح قصبے کی ہر دیوار پر اپنا سر مارتا رہوں گا۔" ارسل ہاتھ گھما گھما کر بات کر رہا تھا۔

"توبہ توبہ کتنے ڈرامے کرتے ہیں یہ" پری اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر پلٹی۔

"کچھ کہا؟" ارسل نے ابرو اچکا کر پوچھا

"نہیں تو۔۔"

"کان کتنے پتلے ہیں ان کے" اب کی بار اس نے صرف دل میں سوچا، پری اب باہر جانے کے لئے دروازے تک آئی، لیکن ارسل دروازے میں اس طرح کھڑا ہو گیا کہ پری کو دروازے کے باہر کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔

"راستہ دیں۔۔"

Clubb of Quality Content

"اور اگر نہ دوں تو؟" ارسل تھوڑا سا جھکا اور ہاتھ پینٹ کی جیب میں ٹھونسے۔

"تو میں آپ کو نیچے گرا کر، آپ کے اوپر سے چل کر جاؤں گی۔" پری اپنی چھوٹی سی ناک چڑھا کر بولی۔

"کیا؟" ارسل نے اس کی بات پر زور سے قہقہہ لگایا۔ اس کی ہنسی سے پری شرمندہ سی ہوئی اور اس نے اپنا چہرہ جھکا لیا جو مارے شرم کے لال ہو رہا تھا۔

"ویسے کوشش کر لو کیا پتہ میں گر جاؤں۔" ایک بار پھر کمرے میں ارسل کے قہقہے کی آوازیں گونجیں، پری نے اپنا چہرہ اوپر کیا اور کھا جانے والی نظروں سے ارسل کو دیکھا۔

"بس کریں، شرم نہیں آتی ایک بچی کو تنگ کرتے ہوئے؟ میں ابھی امی کو بابا کو آواز دیتی ہوں۔"

ارسل نے زبردستی اپنی ہنسی کو روکا۔ "اچھا" تھوڑا کھینچ کر بولا۔

"میرا جواب دو اور جاؤ۔" ارسل اب بھی اپنی بات پر بضد تھا۔

"مجھے آپ میں کوئی دلچسپی نہیں، اب راستہ دیں مجھے۔" پری غصے میں آگے آئی ارسل کو پیچھے دھکیل کر کمرے سے باہر نکل گئی اور جلدی جلدی راہداری عبور کر کے مین گیٹ سے باہر نکل گئی۔ ارسل ہکا بکا اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

✧✧✧✧✧

واپسی پر وہ سارے راستے اس بات کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ اپنی امی سے پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ کون ہے، لیکن سمجھ نہیں آرہا تھا کیسے پوچھے۔ اس کی یہ مشکل اس کی چھوٹی بہن زہرا نے حل کر دی۔

"امی! یہ دیکھیں چاچو نے ہمیں کتنی ساری چیزیں لے کر دی ہیں۔" زہرا نے شاپر اپنی ماں کے آگے کیا۔

"کون سے چاچو نے؟"

"امی وہ ارسل چاچو نے۔" ارسل کے نام پر پری نے اپنی بند آنکھیں کھولیں اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"ارسل شروع سے ایسا ہی ہے محبت کرنے والا اور ہاتھ کا کھلا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی کس کی بات کر رہی ہیں؟" پریشے نے انجان بن کر پوچھا۔

"ارے ارسل! میرے اور تیرے ابا کے چاچو کا بیٹا ہے۔ بڑا اچھا بچہ ہے ماشاءاللہ!"

"مطلب وہ ہمارے چاچو ہیں؟"

"ہاں۔" پری کو تعجب ہوا

"کیسا آدمی ہے؟ چلو مجھے نہیں پتہ تھا ہمارا کیا رشتہ ہے اسے تو پتہ تھا۔ توبہ توبہ آج کل شرم ہی نہیں بچی لوگوں میں۔" پریشے کم عمر اور ناسمجھ تھی اس لئے اسے لگتا تھا امی بابا کا کزن اس کے لیے بلکل ویسے ہی ہیں جیسے اپنے سگے چاچو ماموں ہوتے ہیں۔ اسے اپنی گرا دینے والی بات پر رہ رہ کر شرم آ رہی تھی۔ پریشے کہاں اس لمبے چوڑے کو گرا سکتی تھی اور اب شرمندگی میں اضافہ ہو گیا تھا یہ سوچ کر کے وہ اس کا چچا ہے۔

ہمارے معاشرے کی ایک خرابی یہ بھی ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو یہ بھی نہیں ٹھیک سے سکھاتے کہ محرم اور نامحرم کون ہوتے ہیں۔ ہر بچی کو یہ سبق اس کے بالغ ہوتے ہی پڑھا اور سکھا دینا چاہیے کہ اپنے سگے بھائی چچا ماموں ہی محرم ہیں۔ باقی جنہیں ماموں چچا تایا کہا جاتا ہے ماں باپ کے کزن ہونے کی حیثیت سے وہ نامحرم ہی ہوتے ہیں۔

پریشے اب ارسل کو چچا کی حیثیت سے دیکھ رہی تھی، لیکن اب کیا کر سکتی تھی واپس تو جانے سے رہی لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ اب جو ہونے والا ہے وہ پری کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

✧✧✧✧✧

واپس آ کر کچھ دن میں پریشے سب بھول گئی اور اپنے آنے والے امتحانات کی تیاری کرنے لگی اور پھر اچانک سے ارسل کو اپنے سکول کے باہر دیکھا۔اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔ سکول کا آخری دن تھا، آج اس نے امی کو لیٹ آنے کا بولا تھا اس کا اور سویرا کا آئس کریم پارلر جانے کا ارادہ تھا جو سکول کے ساتھ والی گلی میں تھا۔

"یار چلو پری! ہم نے ایک مہینے سے وہاں جانے کا ارادہ کیا ہوا ہے اب تم کیوں نہیں جا رہی ؟"

گراؤنڈ میں بیٹھی سویرا نے التجا کی تھی

"سویرا اگر باہر مجھے وہ مل گیا پھر سے تو؟"

"وہ کون؟"

Club of Quality Content

"ارے وہی ارسل چاچو۔۔" سویرا نے آہستگی سے کہا

"ہائے اللہ! پھر تو میں اس سے نمبر مانگ لوں گی۔" سویرا نے آنکھیں مزید کھول لیں، پری نے ایک چپت سویرا کے سر پر لگائی۔

"بکو مت اور چپ کر کے یہاں بیٹھو، امی آنے والی ہوں گی۔"

"اچھا اگر تم نہ گئی تو میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔" سویرا نے آخری حربہ آزمایا۔ پری کے پاس اب جانے کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ پری اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنا بیگ کندھے پر لٹکا دیا سویرا بھی خوشی سے اس کے پیچھے نکل پڑی۔

✧✧✧✧✧

ابھی صبح کا آغاز ہوا ہی تھا جب شور کی وجہ سے علی کی آنکھ کھل گئی

"بھائی کیا کر رہا ہے اس وقت؟" ہلکی سی آنکھیں کھول کر سامنے کھڑے ارسل کو دیکھا جو کھڑکی کے پٹ کو بار بار کھول اور بند کر رہا تھا۔

"کیا ہوا تجھے؟ کل سے پریشان لگ رہا ہے۔" جواب نہ پا کر علی اٹھ گیا اور بیڈ سے ٹیک لگالی۔

"وہ پاگل ہے۔" ارسل مسلسل کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"کون پاگل ہے؟ یہ صبح صبح کون سے سستے نشے کر لیے ہیں" علی ارسل کا چچازاد بھائی تھا اور ارسل کا دوست بھی۔ علی کو تعجب ہوا تھا جب اسے پتہ لگا ارسل آرہا ہے کیونکہ بقول ارسل لاہور ایک ایسا شہر ہے جہاں لوگ نہیں مشینیں رہتی ہیں۔ ارسل کو لاہور کا سسٹم پسند نہیں تھا، اس لئے نہ اس نے تعلیم مکمل کی نہ کوئی نوکری کی کبھی۔

"سچ بتاؤ ارسل کیا بات ہے؟ کیوں آئے ہو لاہور؟" ارسل نے علی کی طرف رخ کر لیا اور کھڑکی سے ٹیک لگا کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے کھڑکی میں رکھ لیں۔

"محبت ہو گئی ہے مجھے۔" ارسل سنجیدگی سے بولا۔ اور دونوں کے درمیان خاموشی حائل ہو گئی۔

"ہاہاہا" علی کے زوردار قہقہے نے کمرے میں چھائی خاموشی کو توڑا۔

ارسل نے سوالیہ نظروں سے علی کو گھورا۔ "لطیفہ سنایا ہے میں نے؟"

"سال میں چار بار تجھے محبت ہوتی ہے۔" علی اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

"نہیں یار تو سمجھ نہیں رہا، محبت ہوئی ہے مجھے۔ ایسی محبت کہ میں نے اس سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔" علی کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

Clubb of Quality Content

"میں ہمیشہ سوچتا تھا کہ ارسل کس سے شادی کرے گا کیونکہ قصبے کی ساری لڑکیاں تجھ سے شادی کے خواب دیکھتی ہیں۔"

"جب میں چھوٹا تھا تو اکثر پریوں کی کہانی سن کر سوچا کرتا تھا اللہ نے اس دنیا میں بھی پریاں بنائی ہوں گی اور تب سے آج تک میں پری کی تلاش میں تھا" ارسل اب زمین پر بیٹھ گیا اور دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں جیسے وہ کچھ محسوس کر رہا ہو۔

"میری تلاش ختم ہو گئی اور مجھے بھی پری مل گئی۔اس کے گلابی گال، کمر تک آتے ریشمی بال، بڑی بڑی آنکھیں اور اس کے چہرے پر چھائی معصومیت۔" علی بڑے غور سے ارسل کو دیکھ رہا تھا وہ آج بدلہ بدلہ لگ رہا تھا۔

"واقعی پریاں صرف کہانیوں میں ہی نہیں حقیقت میں بھی ہوتی ہیں۔ہر مرد کے نصیب میں اللہ نے ایک ایسی عورت لکھی ہے کہ جب وہ اس کے سامنے آجائے تو مرد پر لازم ہے کہ وہ اس عورت کے ساتھ صرف یہ عارضی زندگی ہی نہیں بلکہ ہمیشہ کی زندگی گزارنے کی دعا کرے۔"

علی نے ارسل کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"تجھے کیا ہو گیا ارسل کیسی باتیں کر رہا ہے۔

"وہ میرے لئے بنی ہے وہ ارسل خان کے نصیب میں لکھی گئی ہے اور نصیب کا لکھا کوئی نہیں بدل سکتا۔" بلا کا اعتماد تھا اس کی باتوں میں

"اچھا ٹھیک ہے اسی سے کر لینا شادی اور پوری بات بھی بتا دینا پہلے ناشتہ کر لیتے ہیں۔"

"ہمم چلو اس کے بعد مجھے کہیں جانا بھی ہے۔" دونوں اٹھ گئے اور کمرے سے باہر نکل گئے اور پیچھے کمرے کی خاموشی بھی اس لڑکے کے اعتماد پر رشک کر رہی تھی

✧✧✧✧✧

"میں سوچ رہی تھی۔ کیسا ہو اگر ہمارے ہونے والے جیجا جی بھی یہاں آجائیں؟" وہ دونوں اس وقت آئس کریم پارلر میں بیٹھی تھیں اور اپنی آئس کریم کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔

"تمہاری کوئی بہن بھی ہے سویرا؟ ہائے اللہ! تم نے مجھے بتایا بھی نہیں۔"

سویرا نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"اف پری اف۔۔ تم کتنی بے وقوف ہو" سویرا نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے۔

"میں ارسل کی بات کر رہی ہوں لڑکی۔"

"تم ارسل کی شادی اپنی بہن سے کروا رہی ہو۔۔۔ایک تو کبھی اپنی بہن کے بارے میں بتایا نہیں اور اب تم اس لمبو سے اپنی بہن کی شادی کروا رہی ہو۔" پری نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو مزید بڑا کر کے سویرا کی جانب دیکھا جواب پری کو غصے سے دیکھ رہی تھی۔

"پری میری کوئی۔۔ بہن نہیں ہے۔۔۔اور میں تمہاری اور ارسل کی شادی کی بات کر رہی ہوں۔۔" سویرا نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

"میم کون سا فلیور لینا پسند کریں گی آپ؟" چھوٹے سے آئس کریم پارلر میں اس وقت رش نہیں تھا، دو ہی لڑکے تھے جو کاؤنٹر پر تھے۔ان میں سے ایک نے آکر ان دونوں کو مخاطب کیا۔

"ایک بلو بیری اور ایک چاکلیٹ کر دیں۔" سویرا نے تھوڑا سوچتے ہوئے کہا لڑکا سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔

"سویرا تم پاگل ہو کوئی اپنے چچا سے شادی کر سکتا ہے کیا؟" پری نے آنکھیں گھمائیں۔

"وہ تمہارا چچا نہیں اس لئے جائز ہے۔"

"میں نہیں مانتی اور اب چھوڑ دو اس ٹاپک کو میرے بابا اپنی پری کو جانتے ہیں وہ میرے لئے ٹھیک فیصلہ ہی کریں گے۔" لڑکے نے انکے سامنے آئس کریم کے کپ رکھے اور وہ دونوں دوسری باتوں میں مصروف ہو گئیں۔

✧✧✧✧✧

ناشتے سے فارغ ہو کر ارسل نے سکول کے باہر جانے کا ارادہ کیا۔

"کہاں کی سواری ہے جناب آپ کی؟ علی نے دروازے سے باہر نکلتے ارسل کو دیکھا۔

"ایک کام ہے مجھے تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔"

"کام یہاں اور تمہیں؟ یہاں کے راستوں کا کیسے پتہ؟ یعنی اپنی ہونے والی بیگم سے ملنے جا رہے ہو۔" علی کی آنکھوں میں شرارت جھلکی۔

"ابھی کچھ نہیں بتا رہا بس ابھی جانے دے اور چچی پوچھے تو سنبھال لینا رات کو سب بتاؤں گا تجھے پکا۔" ارسل نے التجا کی۔

"چلو ٹھیک ہے جاؤ۔" ارسل جلدی سے دروازے سے باہر نکلا اور سکول کے باہر پہنچا بیس منٹ انتظار کے بعد بھی جب پری باہر نہیں نکلی تو وہ سیدھا گارڈ کے پاس پہنچا۔

"پریشے ہارون کو بلائیں میں لینے آیا ہوں اسے۔"

"سر وہ تو جا چکی ہیں۔"ارسل نے حیرت سے گارڈ کو دیکھا۔

"کوئی لینے آیا تھا اسے ؟"ارسل نے آستین اوپر کی اور مشکوک نظروں سے گارڈ کو دیکھا۔

"نہیں سر وہ آج آخری دن ہے بچیوں کا تو وہ سامنے آئس کریم پارلر گئی ہیں اور مجھے کہا ہم گھر سے اجازت لے کر آئی ہیں۔"گارڈیوں اچانک ارسل کو دیکھ کر بوکھلا گیا۔

"ٹھیک ہے۔۔کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی لڑکا یہاں آیا تھا سمجھے۔"ارسل نے انگلی اٹھا کر غصے سے تنبیہ کیا۔

"جی سر۔"ارسل بھی جانے کے لئے پلٹا۔

"آج تو تم بھاگ نہیں سکو گی پریشے ہارون۔اب تک ارسل بشیر خان تمہیں پیار سے ڈیل کر رہا تھا لیکن میں بھول گیا تھا تم بھی اسی خاندان کی ہو اور ضدی پن ہمارے خون میں شامل ہے "ارسل بھی جانے کے لئے پلٹا۔ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈال کر وہ بھی آئس کریم پارلر کے اندر چلا گیا

✧✧✧✧✧

آج یونیورسٹی میں بلڈ ڈونیشن کیمپ لگے ہوئے تھے۔ایک نوجوان،جو یونیورسٹی کے طالب علموں میں سے تھا،ایک خوش شکل نوجوان تھا۔گندمی رنگت، سفید شرٹ،اور سیاہ پینٹ پہنے وہ اچھے گھر کا معلوم ہوتا تھا۔بلڈ ڈونیٹ کرنے کے بعد اس کے دوست اسے کینٹین لے آئے تاکہ اس کی کمزوری دور کر سکیں۔

"کمال ہے یار! بلڈ ڈونیٹ کیا ہے،اب پورا جوس پیو، کچھ طاقت آئے۔"اس کے دوست زبردستی اسے جوس پلا رہے تھے۔

"تم کیوں میری بیگم بن رہے ہو یار! مجھے نہیں ہو رہی کمزوری۔"نوجوان کی بات پر وہاں موجود سب لڑکوں نے قہقہہ لگایا۔

"بیگم سمجھ لے شاویز! ویسے بھی جسے تو بیگم بنانا چاہ رہا ہے،وہ تو بننے سے رہی،سو اب مجھ سے کام چلا لو۔"

"ایان باز آ جا، تجھے میں نے کتنی بار سمجھایا ہے اس کا ذکر ہر جگہ نہ کیا کر۔"

باقی لڑکے بھی حیران رہ گئے کہ یہ دونوں کس کی بات کر رہے ہیں، لیکن خاموشی اختیار کر لی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ شاویز اور ایان کی دوستی بہت گہری ہے اور وہ ایک دوسرے سے کچھ

Clubb of Quality Content

نہیں چھپاتے۔اس لیے ان کے گروپ کے باقی لڑکے بھی اس بات کو سمجھ چکے تھے کہ ان دونوں کے درمیان جو راز ہوتا ہے، وہ کبھی کسی کو نہیں پتہ چل سکتا جب تک وہ دونوں خود کچھ نہ بتانا چاہیں۔

اسی لیے تو کہتے ہیں کہ لڑکوں کی یاری، لڑکیوں کی دوستی کے آگے کچھ بھی نہیں۔

"اچھا چلو سب !کلاس کا وقت ہو گیا ہے،"شاویز نے سب لڑکوں کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ایک منٹ، تم لوگ جاؤ، میں آتا ہوں۔"جو نہی سارا ٹولہ آگے بڑھا، شاویز کے موبائل پر رنگ ٹون بجی۔اس نے سب کو جانے کو کہا اور خود وہیں رک کر کال سننے لگا۔

"السلام علیکم !کیسا ہے بھائی ؟"شاویز کی آواز سے لگ رہا تھا کہ فون کے اس پار کوئی شناسا انسان ہے۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔ویسے آج کا دن تو تاریخ میں لکھا جانا چاہیے !آج جناب اسفند نے خود سے مجھے کال کی۔ورنہ ہم ہی کرتے ہیں جب یاد آتی ہے۔"شاویز نے زمین پر پڑی ایک چھوٹی سی کنکری کو پاؤں سے ٹھوکر ماری۔

"کیا!!! تجھے پتہ بھی ہے، تُو کیا کہہ رہا ہے؟" اسفند کی بات سن کر شاویز کی مسکراہٹ غصے میں بدل گئی۔ اس کی رگیں تن گئیں اور لبوں پر ہاتھ رکھ کر وہ اسفند کی بات سن رہا تھا۔

"اگر یہ سچ ہے تو میں اس کی جان لے لوں گا، اس کی اتنی اوقات ہو گئی اب۔" شاویز نے غصے سے فون کاٹ دیا اور وہی بنچ پر بیٹھ گیا۔ "اس سے پہلے یہ بات آگے بڑھے مجھے کچھ کرنا ہو گا۔" دونوں ہاتھوں کو سر کے پیچھے رکھ کر اب وہ کچھ سوچنے لگا۔

✧✧✧✧✧

"ہیلو گرلز!" دونوں آئس کریم کھانے میں مشغول تھی جب ارسل ان دونوں کے سر پر آ کھڑا ہوا

"آپ یہاں؟" سویرا کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہوا، وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔

"کیوں میں یہاں نہیں آسکتا؟" ایک نظر پری پر ڈال کر سویرا سے مخاطب ہوا۔

"ن۔ نہیں۔۔ تو وہ میرا مطلب ہے ہاں کیوں نہیں آسکتے ہیں پلیز سٹ۔" سویرا نے کرسی آگے گھسیٹی۔

"شکریہ آپ کا۔" ارسل نے سر کو خم دیا۔

"آپ کی دوست کو کیا ہوا؟"ارسل نے سوالیہ نظروں سے دونوں کو دیکھا۔پری ساکت بیٹھی تھی اسے ارسل کی آنکھوں میں نہیں دیکھنا تھا اس لئے وہ سر جھکائے آئس کریم کپ کو گھور رہی تھی۔

"وہ پری کو زیادہ باتیں کرنا پسند نہیں"سویرا نے دونوں ہاتھوں کو گود میں رکھ لیا۔

"باتیں کرنا پسند نہیں یا ارسل سے باتیں کرنا پسند نہیں؟"آستین کے کف فولڈ کرتے ہوئے ایک ترچھی نگاہ اس پر ڈالی۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔"پری نے دوٹوک بولا۔

"اچھا!تو پری اب آپ میری بات تحمل سے سنیں گی اور جب تک بات مکمل نہ ہو یہاں سے اٹھیں گی نہیں۔ ہمم"ارسل نے سنجیدگی سے تنبیہ کی۔

"پہلی بات میرا نام پریشے ہارون ہے پری نہیں۔دوسری بات میں آپ کی پابند نہیں مجھے آپ کی بات سننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"ارسل اس کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔یہ دنیا کی واحد لڑکی تھی جس کے سامنے وہ خاموش ہو جاتا تھا۔جس کے ہاتھوں اپنی تذلیل

برداشت کرلیتا تھا ورنہ لڑکیاں مرتی تھیں اس پر اور وہ کسی مغرور شہزادے کی طرح ہر ایک سے اپنے ناز نخرے اٹھوایا کرتا تھا۔

"پری ان کی بات سن لو پلیز۔" سویرا نے معصومیت سے کہا۔پری نے اپنا رخ پھیر لیا۔

"ٹھیک ہے آج سے ہماری دوستی ختم۔" سویرا نے اپنی کرسی پری کی طرف گھسیٹ کر آہستہ آواز میں بولا۔ارسل دونوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔

"اف!! حد ہے۔" پری پوری طرح جھنجھلا گئی۔سویرا کا آخری حربہ کام کر گیا تھا۔

"آپ دونوں باتیں کریں میں آتی ہوں۔" سویرا وہاں سے اٹھ گئی اور دوسری طرف پڑی خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

✧✧✧✧✧

رات کو سب کھانے کی میز پر تھے ہارون نے پریشے کی غیر موجودگی کی وجہ پوچھی۔

"وہ اس کے سر میں درد ہے۔کہہ رہی تھی بعد میں کھالوں گی۔" زینب نے سالن پلیٹ میں نکالا

"ارے کیا بات ہے؟ آج شاویز کہاں ہے؟ غالباً اس وقت وہ کہیں نہیں جاتا؟" شاویز ہارون کا چھوٹا بھائی تھا۔ یونیورسٹی میں فائنل سمسٹر چل رہا تھا۔

"ارے ہاں! میں بتانا بھول گئی ارسل آیا ہوا ہے، شاویز اس سے ہی ملنے گیا ہے۔" فوزیہ بیگم نے ماتھا پیٹا۔

"خیریت وہ تو آج سے پہلے کبھی نہیں آیا میں نے بھی کئی بار بولا ہے کے یہاں آئے شاویز کے ساتھ یونیورسٹی جائے۔۔ نہیں تو کوئی کام کر لے۔" ہارون نے پانی کا گلاس اٹھائے فوزیہ کو دیکھا۔

"پتہ نہیں میں سوچ رہی ہوں اس کی دعوت کر لوں پہلی بار آیا ہے۔ نہیں تو شازیہ چچی برا مان جائیں گی۔"

"ہاں بلا لو کل اتوار ہے ملاقات ہو جائے گی۔" فوزیہ بیگم سر ہلاتے کچن کی جانب چلی گئیں۔

✧✧✧✧✧

سب کے سو جانے کے بعد پریشے بالکنی میں آ گئی اور دن کو ہونے والی اپنی اور ارسل کی ملاقات کو یاد کرنے لگی۔ وہ سویرا کی ضد کی وجہ سے ارسل کی بات سننے پر راضی ہو تو گئی،

لیکن ایک عجیب سی بے چینی تھی اس کو۔ وہ کبھی یوں تنہا کسی لڑکے سے بات نہیں کرتی تھی اسے ڈر تھا کہیں کسی نے دیکھ لیا تو اس کا کیا ہو گا۔

"پریشان مت ہو پری کوئی نہیں آ رہا اور مجھے بھی یوں بیٹھ کر بات کرنا اچھا نہیں لگ رہا، لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔" پری کے کانپتے ہاتھوں پر نظر ڈال کر اس نے پری کو تسلی دی۔

"آپ جلدی کریں پلیز! مجھے گھر بھی جانا ہے۔"

"میں بچپن سے خواہش رکھتا تھا کہ جیسے ہر کہانی میں ایک پری آ کر ایک شہزادے کی زندگی بدل دیتی ہے، ویسے ہی حقیقت میں بھی ہوتا ہو گا اور تب سے آج تک میں اس پری کی تلاش میں تھا اور جب تمہیں دیکھا تو اپنی دھڑکنوں کو بے قابو ہوتا پایا۔" آہستگی سے کہتا وہ پری کے پورے وجود کو ہلا رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ مجھے تم سے محبت ہے یا عشق یاں کچھ اور، لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ تم وہ ہو جس کے ساتھ میں اپنی ساری زندگی گزار سکتا ہوں۔ تمہیں دو وقت کی روٹی نہ بھی دے سکا لیکن عزت دے سکتا ہوں۔ ہر خواہش پوری نہ کر سکوں لیکن" وہ کچھ دیر رکا اور ایک نظر پری کو دیکھا۔

"لیکن تمہیں ہر چیز سے، ہر انسان سے عزیز تر رکھ سکتا ہوں۔" وہ بول رہا تھا اور پری تعجب سے اسے دیکھ رہی تھی اس کی باتوں کی صداقت پری کی رگوں میں خون کی طرح گردش کر رہی تھی۔

"تم ہاں کر دو تاکہ ہم اپنے رشتے کو نام دے سکیں۔"

"مجھے دیر ہو رہی ہے، مجھے جانا ہے گھر۔" اس بات پر اب پری کے گال لال ہو گئے اور وہ نظریں جھکا کر آہستہ سے بولی۔

"ٹھیک ہے میں چھوڑ دیتا ہوں۔" اب ارسل کی آواز ہر جذبے سے عاری تھی پری کی آنکھوں میں حیرت پھیل گئیں۔ کیا تھا یہ شخص کچھ دیر پہلے والی نرمی اب کہاں گئی۔ راستے میں وہ کچھ نہیں بولا جب پری اپنے دروازے پر پہنچی تو ارسل بھی واپس جانے کو پلٹا۔

"ارسل" ارسل کو اپنا نام سن کر کرنٹ لگا پہلی بار اپنا نام اتنا اچھا لگا۔

"آپ ایک اچھے انسان ہیں۔" پری نے نظریں چرا لیں۔

"اپنا خیال رکھنا۔" ارسل نے اپنی مسکراہٹ پر قابو پا کر اپنائیت سے بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ سمجھ چکا تھا کہ پریشے نے اسے قبول کر لیا۔پری شرماتے ہوئے دروازے کے اندر چلی گئی اور ارسل سر ہلاتا چہرے پر مسکراہٹ سجائے واپس پلٹا۔پری اب بھی اس بات کو یاد کر کے مسکرا رہی تھی جب اسے زینب نے اندر آنے کا کہا۔

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو

نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

(بشیر بدر)

✧✧✧✧✧

"شاویز تم رات کو ارسل سے ملے تھے؟"ناشتہ کرتے ہوئے فوزیہ بیگم نے شاویز کو دیکھا۔

"جی بھابھی ماں! گیا تھا لیکن وہ چچی کے گھر نہیں تھا۔" بریڈ پر بٹر لگاتے اس کے ہاتھ تھمے۔

"اچھا!! چلو کچھ نہیں ہوتا آج جلدی آنا گھر، میں نے ارسل کو کھانے پر بلایا ہے، تم بھی مل لینا۔"

"جی بھابھی ماں۔"

پریشے دعوت کا سن کر گھبرا گئی اور سوچنے لگی اس کا سامنا کیسے کرے گی۔

"میں چلتا ہوں۔۔پری تم نے جو سوال سمجھنا ہے شام کو سمجھ لینا اور میری فیس بھی دے دینا۔"

"توبہ کریں چاچو! کوئی اپنی بھتیجی کو پڑھانے کی بھی فیس لیتا ہے بھلا۔"پری نے معصومیت کے سارے رکارڈ توڑ کر بولا۔

کون بھتیجی کیسی بھتیجی؟

“During study I am your sir and you are my Duffer student”.

ارسل نے ہاتھ میں پکڑی کتاب پریشے کے کندھے پر دے ماری۔

"بابا دیکھیں نا۔۔چاچو مجھ پر تشدد کر رہے ہیں۔"پری نے اپنے کندھے کو پکڑ کر معصوم نظروں سے ہارون کو دیکھا۔

"تشدد!! ویسے پریشے ایک مشورہ دوں اور ماں قسم اس کی فیس نہیں لوں گا۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "اتنے بھاری لفظ مت بولا کرو ورنہ جتنی تمہاری صحت ہے نا۔ کسی دن ان لفظوں کے بوجھ تلے دب جاؤ گی۔" شاویز نے قہقہ لگایا اور باقی سب بھی ہنسنے لگے۔

"مجھے نہیں پڑھنا آپ سے" پری پاؤں پٹختی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

✧✧✧✧✧

شاویز ہارون کا چھوٹا بھائی تھا۔ ہارون نے اپنے بڑے بھائی کی شادی کر لی تھی اور اب وہ علیحدہ ہو گیا تھا۔ شاویز عمر میں چھوٹا تھا ارسل اور شاویز میں چند دن کا فرق تھا اور ان کی آپس میں زیادہ بات چیت نہیں تھی۔ شاویز محنتی تھا اور اس سے بڑی بات ہارون اسے اپنا بیٹا سمجھتا تھا اور شاویز اپنی بھابی یعنی فوزیہ بیگم کو ماں سمجھتا تھا۔ پریشے کے لئے وہ بہت کچھ تھا۔ کبھی چچا بن کر رعب جماتا تو کبھی بھائی بن کر حفاظت کرتا اور ایک اچھے دوست کی طرح سمجھاتا۔ کون کہتا ہے چچا صرف باپ دادا کی جائیداد کی لالچ کرتا ہے۔ بلکہ یہ بھی دنیا کا حسین رشتہ ہوتا ہے بس وہ آنکھ نہیں ہوتی سب کے پاس جو اس رشتے کی گہرائی کو دیکھ سکیں۔ پریشے جب شاویز

کے ساتھ باہر جاتی تو سب دونوں کو بہن بھائی سمجھتے اور پریشے اس پر بہت خوش ہوا کرتی تھی۔پریشے کو امتحان کی تیاری بھی وہی کرواتا تھا۔

✧✧✧✧✧

"کیا؟؟ تیرا دماغ تو ٹھیک ہے؟" علی نے ارسل کی پوری بات سنی اور اب بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہو گیا بھائی؟ تو ایسے کہہ رہا ہے جیسے میں اس سے شادی نہیں بلکہ اس کو قتل کرنے کی بات کر رہا ہوں۔" ارسل پر سکون تھا، جب کہ علی پریشان۔

"ارے وہ ہارون بھائی کی بیٹی ہے اور تم جانتے ہو خاندان کے سب ہی لڑکے ان سے کتنا ڈرتے ہیں، ہم تو غلطی سے بھی ان کی بیٹیوں کو نہیں دیکھتے۔" علی نے سمجھانے کے انداز میں کہا۔

"ہاں تو کیا وہ اپنی بیٹی کی شادی نہیں کریں گے؟" ارسل نے ابرو اچکائی۔

"کریں گے ضرور لیکن!"

"لیکن کیا؟"

"تجھ سے نہیں۔"

"کیوں مجھ میں کوئی کمی ہے؟"ارسل نے دوٹوک جواب دیا۔

"بیٹا تیری حرکتوں سے پورا خاندان باخبر ہے۔۔گاؤں کی ہر لڑکی کے ساتھ تیرا چکر چلتا ہے۔ پڑھائی آپ جناب سے پوری نہیں ہوئی، کام دھندا آپ نہیں کرتے۔۔"علی انگلیوں پر اس کے کارنامے یاد کروانے لگا۔

"بس بس میری ماں بننے کی ضرورت نہیں ہے نہیں چاہیے تیری مدد۔"ارسل نے تیوری چڑھائی۔

"اچھا بدک کیوں رہا ہے، یہ بتا کیا کرنا ہے؟"

"امی ابو سے بات کرنی ہے۔کل واپس جا رہا ہوں اور پرسوں ان کے ساتھ آؤں گا۔"اس نے اطمینان سے کہا اور آنکھیں موند لیں،"آج تو میری دعوت کی ہے میرے ہونے والے سسرال میں"اس نے معنی خیز مسکراہٹ سے علی کو دیکھا علی اپنا نے سر پکڑ لیا۔

✧✧✧✧✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لاہور کے جناح باغ میں آج چھٹی کی وجہ سے معمول سے زیادہ رش تھا۔ایک گھنے درخت کی اوٹ میں سیمنٹ کے بنے بنچ پر بیٹھا وہ بار بار سامنے سڑک کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"آج تو بہت دیر کر دی، لگتا ہے وہ نہیں آئے گی۔" گھڑی کی جانب دیکھتے وہ خود سے بڑبڑایا

"آج وہ گھر پر نہیں ہے۔" شاویز کے کانوں سے ایک شناسا آواز ٹکرائی اس نے پلٹ کر دیکھا تو اس کے پیچھے درخت سے ٹیک لگائے ایان کھڑا تھا

"تم کو کیسے پتہ؟؟" شاویز نے سنجیدگی سے پوچھا

"وہ اس لیے میرے پیارے بھائی کیوں کہ میں اس کے گھر کے باہر سے گزر کر آیا ہوں—اتنا بڑا تالا لگا ہوا ہے دروازے پر" وہ اب شاویز کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔

"اف!! یہ قسمت" شاویز نے گہرا سانس لیا

"بول تو ایسے رہا ہے جیسے آج اظہار محبت کرنے آیا ہے۔" ایان نے طنز کیا

"کیسے کروں یار!! اس کو دیکھتا ہوں تو سب بھول جاتا ہوں—" شاویز کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ٹھیک ہے مت کر، جب وہ شادی کر کے کہیں اور چلی جائے گی تب پتہ لگے گا۔"

"تیرے منہ میں خاک کچھ اچھا نہیں بول سکتا تو چپ رہا کرنا۔" ارسل نے خفگی کا اظہار کیا

"اچھا اب تو اس کے لیے مجھ سے خفا ہو گا؟؟" ایان نے منہ بسورا

"ایسی بات نہیں ہے یار زیادہ اوور ایکٹنگ مت کرو۔"

"ٹھیک ہے لیکن ایک بات بتا کب تک یوں یکطرفہ محبت کے مرض میں مبتلا رہنے کا ارادہ ہے؟" ایان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"جب تک سانسوں کا تسلسل جاری ہے تب تک شاویز کی یہ محبت بھی قائم رہے گی۔"

"اوہ!!! اور اگر قسمت میں اس کا ساتھ نہ ہوا پھر؟؟"

"محبت ایک چھلاوے کی مانند ہوتی ہے اور چھلاوا آپ کا پیچھا تب تک نہیں چھوڑتا جب تک آپ کے جسم سے خون کی آخری بوند نہ چوس لے۔ محبت میں ملنا ضروری نہیں بس آخری سانس تک محبت دل میں برقرار رہنا ضروری ہے" ایان اٹھ کھڑا ہوا۔

"یار تیری باتیں میرے سر سے گزر رہی ہیں۔میں جارہا ہوں گھر، اگر تم نے ساتھ چلنا ہے تو آجانا پارکنگ میں۔"شاویز نے اثبات میں سر ہلایا۔ایان بھی پارکنگ کی جانب چل دیا اور وہاں اب صرف ٹوٹے پتوں کی سرسراہٹ موجود تھی۔

✧✧✧✧✧

شام کے وقت لاہور کی گرمی میں کچھ کمی آچکی تھی ہوائیں چل رہی تھیں محکمہ موسمیات نے بارش کا اعلان کر دیا تھا، جو کے شہریوں کے لئے خوشی کا باعث بنا۔ایسے موسم میں لاہور کے ایک روپوش علاقے کی ایک تنگ گلی کی نکڑ پر موجود کچے مکان کے اندر جھانکو تو کچن میں وہ کھڑی پکوڑے بنا رہی تھی، ساتھ ہی شلف پر ایک دو سالہ بچی بیٹھی ہوئی۔

"خالہ جان جلدی کریں نا! بارش ہونے لگ جائے گی، پھر آپ مجھے چھت پر نہیں جانے دیں گی۔"

آبگینہ پکوڑے نکال رہی تھی، جب کچن کے دروازے میں کھڑا سات سالہ نوال خفگی سے بولا

"نوال بچے! بس یہ ہو گئے ہیں، آپ چھت پر چلو، میں پکوڑے اور جنت کو لے کر آتی ہوں پھر مل کر موسم انجوائے کریں گے "نوال بھاگتا ہوا سیڑھیوں کی جانب چل دیا۔

"آؤ جنت ہم بھی چلیں۔"ایک ہاتھ سے جنت کو تھام کر دوسرے ہاتھ سے پکوڑوں کی پلیٹ اٹھائے وہ بھی سیڑھیوں کی جانب چل دی، چھت پر بیٹھی ہاتھوں میں چائے کا کپ تھامے وہ بچوں کو دیکھ رہی تھی جو موسم کا لطف لے رہے تھے۔نوال سائیکل چلا رہا تھا اور جنت اپنے کھلونوں سے کھیل رہے تھی تب ہی میز پر پڑے فون کی سکرین جگمگائی۔اس نے فون کھولا تو اس کی دوست کا میسج تھا

"وہ آج بھی آیا تھا۔"میسج پڑھ کر اس نے فون دوبارہ میز پر رکھ دیا اور آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی اس کی نگاہوں میں بہت کچھ تھا۔تڑپ، خالی پن، اداسی، شکایتیں۔شاید وہ آسمان کے اوپر موجود ذات سے کچھ سوال کر رہی تھی لیکن پھر اسے ایک ہی جواب ملا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد مانگو، بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔"

پھر وہ بچوں کے ساتھ نیچے آگئی اور عشاء کی نماز ادا کی۔

✧✧✧✧✧

ہارون منزل میں کھانے کی میز سج چکی تھی۔ فوزیہ بیگم نے بہت سے لوازمات تیار کیے تھے۔

ارسل اور ہارون ڈرائنگ روم میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے

"بھائی! شاویز کہیں نظر نہیں آرہا؟؟"ارسل نے ادھر ادھر نظر گھمائی۔

"بیٹا وہ اس کی کوئی کلاس تھی، آتا ہی ہوگا۔"ہارون نے گھڑی کی جانب دیکھا۔

"السلام علیکم!"شاویز اندر داخل ہوا اور اپنا بیگ ایک طرف رکھ دیا۔

"وعلیکم السلام!"دونوں نے ایک ساتھ سلام کا جواب دیا اور ارسل اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیسے ہو بھائی؟"ارسل نے گرم جوشی سے گلے لگتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک تم کیسے ہو"شاویز نے رسم پوچھا اور ارسل کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میں بھی ٹھیک اور کیا ہو رہا ہے؟؟"

"کچھ نہیں بس پڑھائی۔"مصنوعی جواب دے کر اس نے جیب سے موبائل نکال کر گیم آن کر لی۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

"شاویز بیٹا! جب مہمان آئے ہوں تو ان کو وقت دینا چاہیئے۔" ہارون کو یہ حرکت ناگوار گزری

"آپ لوگ بیٹھے میں فرش ہو کر آتا ہوں" شاویز کمرے سے باہر نکل گیا ارسل کو دھچکا لگا شاویز ایسا تو نہ تھا۔

"آجائیں، کھانا لگ گیا ہے۔" زینب نے دروازے سے آواز لگائی۔

"آجاؤ ارسل! کھانا کھالیں۔" ارسل سر جھٹک کر ان کے پیچھے چل دیا

کھانے کے دوران ارسل متلاشی نظروں سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ زینب، سدرہ، زہرا، فوزیہ بیگم اور ہارون میز پر موجود تھے۔ البتہ جب سے وہ آیا تھا پری اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی اور شاویز کہہ چکا تھا کہ اسے بھوک نہیں ہ۔ اروں کو شاویز کا یہ رویہ ناگوار گزرا لیکن اس وقت وہ کوئی بدمزگی نہیں چاہتے تھے۔

"لو نا ارسل! یہ پلاؤ ڈالو۔ تم تو کچھ کھا ہی نہیں رہے۔" فوزیہ نے اس کی پلیٹ میں چاول ڈالے

"بس باجی میں فل ہو گیا ہوں۔" اس نے انہیں روکا

"سب کچھ بہت اچھا تھا، آپ کے ہاتھوں میں تو جادو ہے قسم سے۔"

"بھائی یہ کھیر تو ٹرائے کریں، یہ امی نے نہیں بنائی پریشے باجی نے بنائی ہے۔" زینب نے کھیر کا باؤل ارسل کے آگے کیا۔

"اچھا اور تم نے کیا بنایا ہے زینب؟ مجھے تو تمہارے ہاتھ کا کھانا ہے۔"

"یہ صرف باتیں بنانا جانتی ہے۔" بارہ سالہ سدرہ ہنستے ہوئے بولی۔

"کھاتے وقت نہیں بولتے، بیڈ مینرز!" اب آواز زہرا کی تھی۔ اس کی بات پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گی۔

ارسل نے اب کھیر چکھی اور بے ساختہ بول پڑا "آپی کھیر کمال کی بنی ہے۔"

"لو نا اور لو۔"

"اس کھیر میں تم نے محبت شامل کی ہے پری! مطلب اب تم میری ہو" دل ہی دل میں بولتا وہ بہت خوش ہوا۔

✧✧✧✧✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کھانے کے بعد ارسل نے جانے کا کہا تو ہارون اور فوزیہ نے اسے روک لیا۔ وہ بڑے تھے اس لیے ان کی بات ٹال نہیں سکتا تھا اور پھر ہارون کا رعب بھی کچھ ایسا تھا کہ ہر کوئی ان کی بات مان لیتا تھا۔ گیسٹ روم ٹھیک کروا کر فوزیہ بیگم چلی گئیں۔ ارسل اب وہاں تنہا تھا۔ جہازی سائز بیڈ جو سفید رنگ کا تھا، دائیں سائیڈ پر کھڑکی تھی۔ جس پر سفید پردے ڈالے ہوئے تھے اور ساتھ ہی دروازہ تھا جو یقیناً وارڈروب کا تھا اور بائیں جانب ایک بک شیلف تھی۔ ساتھ ہی سفید رنگ کی ڈریسنگ رکھی ہوئی تھی۔ کمرے کی خوبصورتی ارسل کو متاثر کر رہی تھی۔

" صحیح کہتے ہیں، ہارون بھائی کے پاس بہت پیسہ ہے۔ محنت بھی بہت کی ہی انہوں نے۔ ہر وقت بابا ان کے قصے سناتے رہتے ہیں۔" خود سے باتیں کرتا وہ بیڈ پر نیم دراز ہو کر لیٹ گیا

"لیکن یہ پریشے کتنی ظالم ہے، سلام تک کرنے نہیں آئی۔"

خود سے باتیں کرتا وہ سو گیا باہر اب تک بارش زور و شور سے برس رہی تھی۔ گھر سے باہر سے دیکھو تو اوپر والی منزل کے ایک کمرے کی بتیاں اب تک جل رہی تھیں — وہ شاویز کا کمرا تھا اس وقت وہ اپنی سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا تھا۔ سامنے ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھا ہوا تھا۔ ٹیبل پر کچھ نوٹس اور ایک لیمپ رکھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی ایک پین ہولڈر پڑا تھا جس میں مختلف قسم کے

مار کر رکھے ہوئے تھے، شاویز اب رف سے حلیے میں بیٹھا کام کر رہا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجاؤ۔" دروازہ کھلا اور پری ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

"موصوف نے کھانا نہیں کھایا آج؟" کھانا ٹیبل پر رکھ کر اس کے پاس آگئی۔

"پری! بھوک نہیں تھی یار۔" کھانے کو دیکھ کر اس نے رخ پھیر لیا۔

"میرے ایک ناکارہ استاد کا کہنا ہے، رات کو خالی پیٹ سونے سے انسان جلدی بوڑھا ہو جاتا ہے"

پری کے طنز سے شاویز زرا سا مسکرایا۔

"کیا بات ہے چاچو؟ دیکھ رہی ہوں کچھ مہینوں سے آپ کچھ پریشان سے لگ رہے ہیں؟؟"

پری فکر مند ہو گئی۔

"پری مجھے ایک لڑکی پسند آگئی ہے۔" شاویز نے تھوک نگلا، اب وہ وہاں سے اٹھ کر پری کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو یہ تو اچھی بات ہے نا۔ ویسے بھی آپ کا آخری سمیسٹر چل رہا ہے، اس کے بعد آفس جائیں گے۔ پھر بابا سے بات کریں گے۔" پری نے مفید مشورہ دیا۔

"اتنا آسان نہیں ہے یہ سب پری!!" شاویز کچھ سوچ کر اداس ہو گیا۔

"اچھا اب اس بات کو بعد میں دیکھتے ہیں، آئیں کھانا کھالیں۔ آج بہت کچھ بنایا ہے امی نے۔" پری نے ٹرے آگے کی

"تم نے بھی کھانا نہیں کھایا نا؟؟" شاویز نے فکر مندی سی پوچھا

"وہ!! مجھے بھوک نہیں تھی۔" پری بوکھلا گئی، اب وہ کیسے بتاتی کہ ارسل کو دیکھ کر کھانا نہیں کھاسکتی تھی۔ دونوں نے کھانا کھایا، پری واپس جانے کو مڑی تو شاویز نے آواز دی۔

"کوئی بات ہے پری، جو تم مجھ سے چھپا رہی ہو؟" پری نے خود کو کمپوز کیا اور ایک ٹھنڈی آہ بھر کر پلٹی۔

"آپ سے کچھ چھپ سکتا ہے چاچو؟ آپ ابھی سو جائیں صبح آپ سے اس لڑکی کے بارے میں بات کروں گی۔" پری کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ کچھ تھا شاویز کے لہجے میں جو اسے بے چین کر رہا تھا لیکن کیا؟ پری اپنے کمرے میں آکر لیٹ

گئی۔ باہر بجلی زور سے گرجی اور پورا کمرا ایک سیکنڈ کے لے روشن ہوا۔ موسم بھی اسے آنے والے خطرے سے آگاہ کر رہا تھا۔ پری نے زور سے آنکھیں بند کر دیں اور آیت الکرسی پڑھنے لگی۔

✧✧✧✧✧

صبح ارسل کی آنکھ کھلی تو گھر پر کوئی نہیں تھا۔ ہارون آفس جا چکا تھا۔ شاویز بھی یونیورسٹی جا چکا تھا۔ باقی بچے سکول چلے گئے تھے سوائے ارتضی کے۔ وہ کچھ بیمار تھا، پریشے اسے ناشتہ کروا رہی تھی۔ فوزیہ بیگم لان کی صفائی کروا رہی تھیں، جو بارش کے باعث گندا ہو گیا تھا۔

"ارتضی تھوڑا سا کھا لو نا، پھر آپ کو دوائی بھی لینی ہے"

"آپی میں نے نہیں کھانا۔" ارتضی بہت ضدی تھا اس نے ناشتے کو دیکھ کر برا سا منہ بنایا۔

"ہاں ابھی اگر یہاں بر گر شوارما ہوتا نا تو کب کا کھا لیتے۔" پری غصے میں آگئی۔

"چپ کر کے یہ دودھ پی لو ورنہ امی کو بلا لوں گی۔" ارتضی کو ڈانتے ہوئے وہ ایک دم رک گئی۔ اسے اپنے پیچھے کسی کے ہونے کا احساس ہوا۔

Clubb of Quality Content

"بچوں کو ایسے ڈیل نہیں کرتے پری۔" ابھی وہ پلٹی نہیں تھی جب اس کے کانوں سے ایک جانی پہچانی آواز ٹکرائی۔

"آآپ!!!" ارسل کے اتنا قریب کھڑے ہونے پر اس کی زبان لڑکھڑانے لگی۔

"جی میں۔ لائیں ادھر دیں، میں کروا دیتا ہوں ناشتہ" اس کے ہاتھ سے ٹرے پکڑ کر وہ ارتضی کے پاس آیا۔

"کیوں بوس دودھ پسند نہیں؟؟" ارتضی نے نفی میں سر ہلایا، پری اب انہیں دیکھ رہی تھی۔ ارسل نے ارتضی کے کان میں سرگوشی کی تو ارتضی نے فوراً دودھ کا گلاس پکڑا اور ایک سانس میں گٹا گٹ پی لیا۔

Clubb of Quality Content

"ایک گھنٹے سے سر کھپا رہی ہوں، تب تو نہیں پیا۔" پری روہانسی ہو گئی

"چلو اب سو جاؤ۔ میں ایک گھنٹے میں آتا ہوں۔" بخار کا شربت پلا کر ارسل پری کی طرف مڑا ، جو کھا جانے والی نظروں سے ارتضی کو دیکھ رہی تھی۔

"آجاؤ، باہر چل کر بات کریں۔ اسے آرام کرنے دو۔" پری پیر پٹختی کمرے سے باہر آگئی، ارسل بھی اثبات میں سر ہلاتا باہر نکل گیا۔

"ارے! کہاں جا رہی ہو یار؟ بات تو سنو۔" پری تیزی سے کمرے کی جانب جا رہے تھی، جب ارسل بھاگ کر اس کے راستے میں آگیا۔

"کیا کر رہے ہیں؟ امی آجائیں گی، ہٹیں راستے سے۔" پری نے داخلی دروازے پر نظر ڈالیں، جہاں سے لان میں کام کرواتی فوزیہ بیگم واضح نظر آ رہی تھیں۔

"تو ڈر کیوں رہی ہو؟ باجی کچھ نہیں کہتیں۔" ارسل نے اطمینان سے جواب دیا۔

"اچھا سنو!! میں آج یا کل واپس جا رہا ہوں پھر امی ابو سے بات کروں گا اور ہم جلدی منگنی کر لیں گے۔" اتنے آرام سے وہ یہ بات کر رہا تھا، پری منگنی کی بات پر ٹھٹھک کر رہ گئی۔

"ارے! تم تو ابھی سے شرما رہی ہوں۔" پری کے گلابی گال اور جھکی نظریں دیکھ کر ارسل نے شرارت سے کہا

"ن۔نہیں تو، ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" پری نے اپنے دوپٹے کو زور سے ہاتھوں میں جکڑا

"تو پھر کیسی بات ہے؟" ارسل کے لہجے میں اب شرارت چھلکنے لگی

"اٹھ گئے بیٹا؟" اس سے پہلے پری کچھ کہہ پاتی، فوزیہ بیگم وہاں آگئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"السلام علیکم باجی!" ارسل نے سر کو خم دیا۔

"وعلیکم السلام! چلو ناشتہ کر لو، آکر"

"نہیں باجی! میں بس جا رہا ہوں۔ مجھے دیر ہو رہی ہے علی انتظار کر رہا ہو گا۔" ارسل کہتا دروازے کی طرف بڑھا

"ارے رکو تو۔۔" فوزیہ نے آواز دی، لیکن وہ ہاتھ ہلاتا باہر نکل گیا۔

"پتہ نہیں کیا بنے گا اس کا۔" فوزیہ کچن کی طرف چلی گئیں، اور پری وہیں کھڑی منگنی والی بات سوچنے لگی۔ اس کے دل میں ایک الجھن تھی جسے سلجھانے کے لئے اسے آج کسی سے ملنا تھا۔

Clubb of Quality Content

✧✧✧✧✧

سورج آہستہ آہستہ ڈھل رہا تھا۔ پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ گرمی کے باعث لوگ باہر نہیں نکل رہے تھے۔ پریشے تنہا گلی میں چل رہی تھی۔ سیاہ حجاب سے خود کو مکمل طرح چھپائے، وہ چلتی ہوئی ایک گھر کے باہر رکی۔ ایک نظر دروازے کے ساتھ لگے سفید بورڈ پر ڈالی جہاں سیاہ سیاہی سے لکھا، "خدیجۃ الکبری" نام پر نظر پڑتے بے ساختہ مسکرائی،

اور دروازے پر دستک دی۔ دروازہ پرانے طرز کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی دروازے کا ایک پٹ آدھا کھلا اور ایک دس سالہ بچی نے منہ باہر نکالا۔

"پریشے باجی آپ؟" پریشے کو دیکھ کر بچی نے پورا دروازہ کھول دیا اور پیچھے ہو کر اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔

"کیسی ہو؟؟" اندر داخل ہوتے ہی ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے بائیں طرف ایک شوریک رکھا ہوا تھا، پریشے نے اپنے جوتے ریک کے اندر رکھتے ہوئے بچی سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ آپ بہت دنوں بعد آئی ہیں۔ بی جان بھی آپ کو یاد کر رہی تھیں۔"

دونوں راہداری عبور کر کے صحن تک آگئیں۔

صحن کے ایک ستون سے ٹیک لگائے، ایک بوڑھی نورانی چہرے والی خاتون بیٹھی ہوئی تھیں۔ ہاتھ میں تسبیح تھی۔ ان کے دائیں اور بائیں جانب لکڑی کے بھورے رنگ کے ڈیسک رکھے ہوئے تھے، جن پر ایک دو بچیاں جھول جھول کر سپارا پڑھ رہی تھیں۔ سامنے کی دیوار میں ایک بھورے رنگ کا دوپٹ والا دروازہ تھا، جو یقیناً کمرا تھا۔ دائیں جانب باتھ

Clubb of Quality Content

روم تھا، جس کے ساتھ ہی وضو کے لئے جگہ بنی ہوئی تھی۔ بائیں جانب کچن تھا، پریشے چلتی ہوئی خاتون کے پاس آئی۔

"السلام علیکم بی جان!" بوڑھی خاتون کے سامنے بیٹھ کر ادب سے کہا۔

"وعلیکم السلام میرا بچہ! کیسی ہو؟" خاتون نے اپنے جھریوں زدہ ہاتھ اس کے سر پر رکھے

"اچھی ہوں، آپ کیسی ہیں؟" پریشے نے ان کے ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں سے لگائے

"ارے بیٹا! میں ٹھیک ہوں۔ کیا بات ہے تم کچھ پریشان لگ رہی ہو؟" ان کے لہجے میں فکر مندی تھی۔۔

"وہ۔۔وہ بی جان مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" پریشے اپنی گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے بولی۔

"بی جان سے ہی باتیں کرنے آئی ہو یا ہم سے بھی ملو گی؟" پریشے نے آواز کی سمت دیکھا، کمرے کے دروازے میں ایک لڑکی کھڑی تھی۔ سانولی رنگت لیکن اس کے چہرے کے نقوش بہت خوبصورت تھے۔ بالوں کی پونی ٹیل بنی ہوئی تھی اور کالی قمیض کے ساتھ سفید شلوار میں ملبوس دبلی پتلی سی وہ لڑکی تھی۔

"آپی باجی آپ؟"پریشے بھاگ کر اس کے پاس آئی اور کس کے گلے لگا یا۔

"بڑے دنوں بعد آئی ہو پری۔"

"بس وقت نہیں نکال پا رہی تھی۔"پریشے نے اپنا سکارف ڈھیلا کرتے ہوئے کہا۔

"چلو تم بیٹھو، میں پانی لاتی ہوں تمہارے لئے۔"

"اچھا رکیں تو، جنت اور نوال کہاں ہیں؟"پریشے نے کمرے میں جھانکا۔

"وہ اپنے باپ سے ملنے گئے ہیں۔"آبگینہ نے ایک سرد آہ بھری دکھ اور تکلیف اس کے چہرے پر ظاہر ہونے لگی تو کچن کی جانب چل دی

✧✧✧✧✧

"السلام علیکم چچی جان!"علی کی والدہ کچن میں کھڑی کسی کام میں مصروف تھیں، جب شاویزان کے پاس آیا

"وعلیکم السلام! آج چچی کی یاد کیسے آگئی؟"انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔

"ارے میری پیاری چچی ! ! آپ کی یاد تو ہمیشہ ہی آتی ہے بس ٹائم نہیں ملتا۔"شاویزان کے گال کھینچ کر شرارت سے بولا

"ہٹ بد معاش۔"

"اچھا یہ بتائیں علی کہاں ہے ؟"اس نے ادھر ادھر نظریں گھما کر دیکھا۔

"وہ اوپر اپنے کمرے میں ہے۔"انہوں نے سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا، علی سیڑھیاں پھلانگتا اوپر چلا گیا۔

علی بیڈ پر لیٹا موبائل میں گیم کھیل رہا تھا اور ارسل تکیہ گود میں لئے اپنا چہرہ ہاتھوں میں گرائے کچھ سوچ رہا تھا، جب دروازہ پوری قوت سے کھلا اور شاویز اندر داخل ہوا۔

"واپس چلے جاؤ۔"ارسل کے سر پر کھڑے ہو کر اس نے اپنے غصے کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"ارے شاویز کیا بات ہے سب ٹھیک ہے نا؟؟"ارسل بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور فکر مندی سے پوچھا۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو ارسل۔"اس نے اپنے دانت بھینچ کر کہا۔

"کیوں میں یہاں نہیں آسکتا کیا؟" ارسل نے دوٹوک جواب دیا۔

"دیکھو ارسل۔ پری سے دور رہو۔ وہ نادان ہے، ناسمجھ ہے۔ اس لئے تم جیسے انسان کو پہچان نہیں سکتی!! مگر میں۔" اپنے سینے پر انگلی رکھ کر وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کو بولا۔ "میں تمہاری خصلت سے بخوبی واقف ہوں۔" اس کا چہرا اب لال ہو گیا۔

"میں پری سے شادی کرنا چاہتا ہوں شاویز اور!!!" اس سے پہلے وہ اپنا جملہ مکمل کرتا شاویز نے اس کا گریبان پکڑ لیا۔

"اپنی گندی زبان سے اس کا نام مت لینا۔"

"میرا گریبان چھوڑو۔۔" علی بھاگتا ہوا ان دونوں کے پاس آیا اور ارسل کا گریبان چھڑوانے لگا۔

"کیا کر رہے ہو شاویز چھوڑو اسے۔ بیٹھ کر بات کرو۔" علی التجا کرنے لگا۔

میں پری سے محبت کرتا ہوں اور اسی سے شادی کروں گا۔ تمہیں جو کرنا ہے کر لو"۔ ارسل نے ڈھٹائی سے کہا۔

"آہ ہ ہ۔۔۔"اس سے پہلے ارسل کچھ اور کہتا شاویز نے اس کے جبڑے پر ایک مکا رسید کیا اور کراہنے کی آواز کے ساتھ وہ بیڈ پر گر گیا۔"بے شرم گھٹیا انسان! تیری اوقات کیا ہے تو جانتا ہے۔ ہمارے ساتھ رشتہ داری کرنا چاہتا ہے گندی نالی کے کیڑے۔ ہر ایک لڑکی پر منہ مارتا پھرتا ہے، تم نے کیا سمجھا مجھے کچھ پتہ نہیں۔اس کا خیال دل سے نکال دے اور دفع ہو جا یہاں سے گھٹیا انسان۔"اس پر جھک کر اس کا گریبان ہاتھ میں پکڑے وہ اب چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ علی اسے بار بار پیچھے ہٹنے کو کہہ رہا تھا لیکن شاویز پر کوئی بات اثر نہیں کر رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں پر۔"اچانک ارسل کا بھائی اندر آیا۔سامنے کا منظر دیکھ کر اسے کچھ سمجھ نہ آئی۔وہ پاس آئے شاویز کو پیچھے ہٹایا ارسل کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا اس نے لمبے لمبے سانس لیے۔

"اپنے بھائی کو سمجھا لیں ورنہ اگلی بار زندہ نہیں بچے گا۔'اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ہو ارسل کے بھائی سے مخاطب ہوا۔اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ پیچھے کمرے میں سکوت چھا

گیا۔ علی ہکا بکا کھڑا تھا۔ارسل کا بھائی سوالیہ نظروں سے دونوں کو گھور رہا تھا۔اور ارسل مٹھیاں بھینچے فرش کو گھور رہا تھا۔

✧✧✧✧✧

"آپ سے ایک سوال کرنا ہے بی جان۔" دن شام میں ڈھل چکا تھا۔ گرمی کی شدت میں کمی آچکی تھی۔آبگینہ زینوں پر بیٹھ کر رات کے کھانے کے لیے سبزی کاٹ رہی تھی۔بی جان عصر کی نماز ادا کر کے جائے نماز پر بیٹھی دعا کر رہی تھیں۔

"جب سے آئی ہو پچاس بار یہ کہہ چکی ہو،اب پوچھ بھی لو جو پوچھنا ہے،اتنا کیا سوچنا۔" آبگینہ نے زچ ہو کر بولا۔

"بی جان۔۔وہ محرم اور نامحرم کون ہوتے ہیں؟" ایک نظر آبگینہ پر ڈال کر وہ بی جان سے مخاطب ہوئی۔

"ارے بیٹا محرم اور غیر محرم اللہ کے بتائے ہوئے رشتے ہیں۔ محرم وہ ہے جس سے پردہ نہیں کیا جاتا اور غیر محرم جس سے لڑکی کو پردہ کرنا ہوتا ہے۔" بی جان نے جائے نماز سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ماں باپ کے کزن سے نکاح ہو سکتا ہے؟" پری نے نظریں چرا لی۔

"ہاں بیٹا ہو سکتا ہے۔" بی جان مسکرائیں۔

"کیسے۔۔میرا مطلب ہے ہم بچپن سے انہیں بھی ماں باپ کے بھائی ہی سمجھتے آئے ہیں۔ انہیں بھی چچا ماموں کی نظر سے دیکھتے آئے ہیں۔" پری نے آسمان میں اڑتے پرندوں کو دیکھا۔

"ہاں بیٹا قصور ہمارا نہیں ہے۔ ہم ایک ایسے معاشرے کا حصہ ہیں جہاں ہماری بچیوں کو یہ نہیں سمجھایا جاتا کہ انہیں کس انسان کو کس طرح دیکھنا چاہیے یاں کس رشتے سے مخاطب کرنا چاہیے۔ جب پردے کی باری آتی ہے تو سب کے نظریے ہی بدل جاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں رشتہ داروں سے کیا پردہ وہ ہمارے اپنے ہی ہیں۔ شادیوں پر بھی ہماری بچیوں کو ماں باپ پردے سے منع کر دیتے ہیں یہ سوچ کر کے وہاں سب اپنے ہیں۔" اب وہ چارپائی پر بیٹھ گئیں، پری اور آبگینہ ان کے قدموں میں بیٹھ کر دھیان سے سننے لگیں۔

"ہم اپنی بچیوں کو یہ نہیں سکھاتے کہ قرآن ہمیں کیا حکم دیتا ہے، بلکہ یہ سکھاتے ہیں کہ ہمارے بڑوں نے کیا کہا تھا۔ ہمارے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی پیاری بیٹی

بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی اپنے چچازاد بھائی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کروائی تھی۔اگر یہ رشتہ محرم ہوتا اور حضرت علی بی بی فاطمہ کے چچا لگتے تو کیا ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شادی کرواتے؟"بی جان نے شفقت بھری نگاہوں سے دونوں کو دیکھا۔دونوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"بیٹا ایک بات یاد رکھنا دنیا کچھ بھی کہے میرے بچوں ان کی سننے کی بجائے اپنے رب کی بات سننا۔لوگ تو فانی دنیا کو بہت کچھ سمجھ بیٹھے ہیں بیٹا، لیکن تم لوگ مت بھٹکنا۔کسی غیر محرم کی باتوں میں مت آنا۔لیکن کوئی نکاح کی خواہش ظاہر کرے اور آپ کا دل اس بات پر راضی ہو تو مان جانا ورنہ غلط راستوں سے بچنا۔"انہوں نے پری کی کو دیکھ کر کہا پری نے شرم سے نظریں جھکالی۔

✧✧✧✧✧

مغرب کی اذان ہو چکی تھی۔پریشے بی جان اور آبگینہ صحن میں نماز ادا کر رہی تھیں۔جب دروازے پر دستک ہوئی، آبگینہ نے دعا کے اختتام پر ہاتھ منہ پر پھیرے اور دروازے کی جانب چل دی۔

"آ رہی ہوں دروازہ پیٹ پیٹ کر توڑنے کا ارادہ ہے بھئی۔" مسلسل دستک سے عاجز آ کر بولی

۔

"آ رہی ہوں۔۔۔" دروازہ چھوٹے سے کنڈے سے آزاد کر کے ایک پٹ کھولا اور اس کے الفاظ منہ میں رہ گئے چوکھٹ کے اس پار کھڑے نفوس کو دیکھ کر۔

"آپ؟" اس کے مستقل گھورنے سے آبگینہ بے چین ہوتے ہوئے اپنا پلو ٹھک کرنے لگی۔

"جی میں وہ وہ۔۔۔ پریشے کو لینے آیا ہوں۔" شاویز نے سر کھجایا۔

"اچھا!"

"آبگینہ!! سنیں۔" وہ واپس جانے کے لئے پلٹی جب شاویز نے اسے روکا۔ اس نے گردن گھما کر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو تو۔" اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"جی بولیں سن رہی ہوں۔" وہ جانتی تھی اس نے کیا بات کرنی ہے پھر بھی انجان بن کر پوچھا۔

"یہاں نہیں۔۔ میرا مطلب ہے میں اتوار والے دن پارک میں آپ کا انتظار کروں گا امید ہے آپ آئیں گی۔" بہت یقین سے کہتا وہ اپنی گاڑی کی جانب چل پڑا۔ آبگینہ سر جھٹکتی اندر آ گئی اور پریشے کو بتایا۔ پریشے بی جان سے اجازت لے کر باہر آ گئی۔

"آپ کو کس نے بتایا میں یہاں ہوں؟" گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

"بھابھی ماں کا فون آیا تھا کہ ان کی شہزادی کو لیتا ہوا آؤں۔" اس کے لہجے سے شوخی ٹپکی۔

"اچھا اب باہر نکل آئے ہیں، تو آئس کریم کھا کر جائیں گے۔" پری نے حکم صادر کیا۔ شاویز نے سر کو خم دیا۔ اور گاڑی تیز رفتاری سے اپنے پیچھے دھواں اڑاتی آگے بڑھ گئی۔

Clubb of Quality Content

✧✧✧✧✧

بی جان ایک نیک خاتون تھیں جو بچوں کو گھر میں ہی قرآن پڑھاتی تھیں۔ پہلے ہارون اور ان کے گھر والے بھی اس ہی محلے میں رہائش پذیر تھے، پھر ہارون کی دن دگنی رات چوگنی ترقی کے بعد وہ لاہور کے علاقے ڈیفنس میں چلے گیے۔ پریشے کا سارا بچپن بی جان کے گھر گزرا تھا۔ ان کے شوہر کی وفات کو عرصہ ہو گیا تھا۔ ایان ان کی واحد اولاد تھی۔ اور یہاں سے ہی ایان

اور شاویز کی دوستی کا آغاز ہوا۔ایک ساتھ جوان ہوئے تھے۔ایک دوسرے پر جان نچھاور کرتے تھے۔دونوں ایک دوسرے کے بارے میں ہر بات جانتے تھے بس ایک بات تھی جو ایان نے شاویز کو کبھی نہیں بتائی اور نہ بتانا چاہتا تھا۔وہ جانتا تھا اس کا دوست اس کے لیے اتنی بڑی قربانی دینے سے گریز نہیں کرے گا اس لیے وہ خاموش تھا کیوں کہ اسے شاویز کی خوشی عزیز تھی۔لیکن مستقبل کی خبر کس کو ہے، قسمت کا کھیل بڑا عجیب ہوتا ہے۔قسمت وہاں کھیل کھیلتی ہے جہاں انسان کی سوچ نہیں جاتی۔ہونا وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہو۔۔

✧✧✧✧✧

رات کا اندھیرا ہر طرف پھیل چکا تھا۔ارسل کا بھائی غصے میں اس کا سامان بیگ میں ڈال رہا تھا۔علی نے اب تک ان کو ساری بات بتادی تھی۔ارسل کھڑکی میں کھڑا کبھی سیاہ چادر اوڑھے آسمان کو دیکھتا تو کبھی سامنے سڑک پر دوڑتی گاڑیوں کو۔

"میں گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں سامان اٹھاؤ اور نیچے آجاؤ۔" غصے میں کہتے وہ نیچے چلے گئے۔

"ارسل یار! ابھی کے لئے چلے جاؤ، اس بات کو ہم بعد میں دیکھتے ہیں۔" ارسل کی سرخ آنکھیں علی کو خوف زدہ کر رہیں تھی۔

"مجھ پر کبھی کسی نے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ کبھی اتنی ہمت نہیں ہوئی کسی کی کہ میرا گریبان پکڑے مجھے گالی دے، دھمکی دے۔ بہت غلط کیا ہے شاویز نے بہت غلط کیا۔" کھڑکی کے پٹ پر زور سے مکا رسید کیا اور اپنا بیگ اٹھایا۔

"میری تذلیل کا بدلہ میں جلد لوں گا تم سے شاویز خان۔" منہ میں کہتا وہ نیچے چلا گیا۔ علی اب تک پھٹی پھٹی آنکھوں سے کھڑکی کے پٹ کو دیکھ رہا تھا، جہاں ارسل نے مکا مارا تھا وہاں شیشے میں دڑاڑ آچکی تھی۔ علی کو آنے والے خطرے کی بو آ رہی تھی کمرے سے۔

Clubb of Quality Content

✧✧✧✧✧

اگلے دو ہفتے ہر فرد کے لیے بہت عجیب گزرے۔ پریشے گھر آئی تو معلوم ہوا ارسل جا چکا تھا۔ پریشے کو بہت دکھ ہوا کہ وہ بنا ملے چلا گیا۔ شاویز انتظار کرتا رہا لیکن آبگینہ اس سے ملنے نہ آئی۔ شاویز کا دکھ بانٹنے کے لیے ایان تھا، جو اسے اپنے ساتھ تفریح کے لیے سوات لے گیا۔ وہاں جا کر اس کا دکھ ختم تو نہ ہوا البتہ کم ضرور ہوا تھا۔ ارسل کے والد نے اسے سعودی عرب

جانے کا فرمان سنا دیا تھا اور وہ ہر وقت کمرے میں تنہا بیٹھا رہتا۔ آبگینہ کی زندگی معمول کے مطابق چل رہی تھی۔ دو دن بعد پریشے کا امتحان تھا لیکن ارسل کی یاد ذہن میں ایسی رچ گئی تھی کہ پڑھائی پر اس کا دھیان نہیں جا رہا تھا۔

"ارسل کا ویزا منظور ہو گیا ہے کل وہ اسلام آباد سے روانہ ہو رہا ہے۔" سب کھانا کھانے میں مشغول تھے جب ہارون نے فوزیہ بیگم کو اطلاع دی۔ پریشے دنگ رہ گئی اس کا لقمہ ہاتھ سے سیدھا پلیٹ میں جا گرا شاویز نے اس کی اس حرکت کو نوٹ کیا مگر خاموش رہا۔

"مگر وہ کیوں جا رہا ہے؟ کوئی بات ہوئی ہے کیا؟؟" فوزیہ بیگم نے پراسرار انداز میں پوچھا۔

"ہمم۔۔ ہوئی تھی میری بات آج چچا جان سے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر وہ یہاں رہے گا تو یوں ہی فضول سرگرمیوں میں ملوث رہے گا، اس لیے بہتر ہے وہ اپنا مستقبل سنوارے۔"

انہوں نے پانی کا گلاس تھامتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہے نا بھائی جان۔۔ کم از کم قصبے کی لڑکیاں محفوظ تو رہیں گی۔" شاویز طنزیہ انداز میں کہتا پلیٹ میں سالن انڈیلنے لگا۔ پریشے نے ایک چور نظر شاویز پر ڈالی اور اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

"کیا اول فول بول رہے ہو کچھ تو لحاظ رکھا کرو۔ جو منہ میں آئے بول دیتے ہو بے وقوف انسان۔" پریشے کو یوں جاتا دیکھ کر وہ طیش میں بولے۔

"سوری۔" شاویز دھیمے لہجے میں کہتا وہاں سے اٹھ گیا۔ فوزیہ بیگم اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئیں۔

✧✧✧✧✧

کمرے میں آکر اس نے دروازہ بند کر دیا اور چلتی ہوئی بالکنی میں آگئی۔

"میرے ساتھ ایسا کیوں کیا اس نے۔" آسمان کو تکتے ہوئے خود سے سوال کیا۔

"وہ ایسے کیوں چلا گیا؟ اس نے تو اپنے گھر والوں کو رشتے کے لیے بھیجنا تھا۔" اب اس کی آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے۔ ذہن میں شادی میں موجود لڑکیوں کی باتیں گردش کرنے لگیں۔ (ارے ارسل نے پرسوں نازیہ کا راستہ روکا اور اس کی تعریف میں غزلیں پڑھیں۔ مجھے خود نازیہ نے بتایا ہے۔ تو کیا ہوا؟ مجھے تو اس نے عید پر چوڑیاں دلوائی تھیں۔ یار وہ بہت ہینڈسم ہے، جلدی وہ میرے گھر رشتہ لے کر آئے گا دیکھ لینا۔)

"اس کا مطلب وہ میرے ساتھ بھی وہی کر رہا تھا جو اس نے باقی سب لڑکیوں کے ساتھ کیا۔" اب وہ آنسو پونچھتے ہوئے سوچ میں پڑ گئی۔

"افف!! میں کتنی بے وقوف ہوں مجھے کیوں نہ سمجھ آیا یہ سب کچھ۔" ادھر اُدھر چکر لگاتے وہ خود کو ملامت کرنے لگی۔

"بی جان ٹھیک کہتی ہیں نامحرم کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے۔ میں زندگی میں کبھی تم سے نہیں ملوں گی ارسل اور نہ ہی تمہاری شکل دیکھوں گی۔" اس کا لہجہ سرد ہو گیا۔

سیاہ آسمان میں جھلملاتا سفید چاند اس کی باتوں کا گواہ بن رہا تھا اور کون جانتا تھا کہ قسمت ایسا نہیں ہونے دے گی۔ پریشے کا دل محبت سے منور ہونے سے پہلے ہی خالی ہو چکا تھا۔ پہلی محبت کا پہلا دکھ زیادہ نہیں تھا۔ لیکن تکلیف دہ تھا۔ اس نے ارسل سے دوبارہ نہ ٹکرانے کا عزم کیا اور ساتھ ہی اپنی پڑھائی پر توجہ دینے کا وعدہ خود سے کیا۔

✧✧✧✧✧

اسلام آباد کا ہوائی اڈا ہمیشہ کی طرح لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اسی بھیڑ میں اگر ہم نظر دوڑائیں تو ایک شیشے کی دیوار سے ٹیک لگائے وہ کھڑا تھا سیاہ پینٹ کے ساتھ آسمانی رنگ کی ٹی شرٹ پہنے، بکھرے بالوں کے ساتھ چہرے پر سنجیدگی لئے ماربل کے فرش کو گھور رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"ارسل! پندرہ منٹ بعد چیک ان کرنا ہے تم نے، ٹھیک ہے؟" ہاتھ میں پانی کی بوتل پکڑے علی اس کے پاس آیا اور اسے تاکید کی۔

"ہمم۔۔"

"یار دیکھو! تم جا تو رہے ہو، لیکن اپنا بہت خیال رکھنا اور جو ہوا اسے بھول جانا پلیز۔۔" علی نے سمجھانا چاہا

"چلو میں چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا۔" سرد تاثرات کے ساتھ کہتا علی کے گلے لگا۔

"اللہ حافظ۔" اپنا بیگ کندھے پر ڈالتا وہ دروازے کی جانب بڑھا۔ دروازے پر رک کر پلٹا اور ایک الوداعی نظر باہر سڑک پر ڈال کر اندر چلا گیا۔

"پتہ نہیں اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔" علی کو پریشانی لاحق ہوئی۔ ارسل چلا گیا تھا۔ اس نے گھر والوں کو اپنے ساتھ آنے سے منع کر دیا تھا، اس کا رویہ بہت بدلا ہوا تھا لیکن سب نے اسے نظر انداز کر دیا لیکن آنے والے وقت میں کیا ہونا تھا اس سے کوئی واقف نہیں تھا۔

✧✧✧✧✧

وقت تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔اور یہی تو خاص بات ہے وقت کی کہ وہ لمحہ بھر کو نہیں رکتا پھر چاہے دنیا میں کچھ بھی ہو رہا ہو۔وقت ہر چیز سے بے نیاز آگے بڑھتا ہے تب ہی تو لوگ کہتے ہیں کامیاب وہ ہے جو وقت کی پابندی کرتا ہے۔

لاہور میں سردی کی آمد آمد تھی۔آسمان سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔اور چاند بادلوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ہارون منزل پر اگر نظر ڈالیں تو یہ دو منزلہ عالی شان بنگلہ آج دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔پورا روشنی میں نہایا ہوا یہ بنگلہ اس گھر میں کسی بہت بڑی تقریب کا پیغام دے رہا تھا۔مین گیٹ سے اندر داخل ہوں تو راہداری کے دائیں اور بائیں جانب موجود سبز درخت اور پودوں پر بھی قمقمے لٹک رہے تھے،انہی قمقموں سے پھوٹتی ہلکی سنہری روشنی میں ایک نفوس سفید شلوار قمیض پہنے بالوں کو جیل سے پیچھے کی طرف سیٹ کئے،سیاہ ویس کوٹ ہاتھوں میں تھامے کھڑا بڑے غور سے سیاہ آسمان کو تک رہا تھا۔اس کی آنکھیں بے رنگ تھیں۔چہرا ہر جذبے سے عاری تھا۔

"بیٹا شاویز!!!ارے یہاں کیا کر رہے ہو اس وقت؟؟"شاویز نے آواز کے تعاقب میں پیچھے دیکھا۔

"بھابھی ماں وہ۔۔وہ میں بس جانے ہی والا تھا۔"فوزیہ بیگم کے یوں آجانے پر وہ تھوڑا کنفیوز ہو گیا۔

"بیٹا!! جلدی سے کمرے میں جاوٴ شاباش۔۔تمہاری دلہن تمہارا انتظار کر رہی ہے چلو جاوٴ۔" پیار سے شاویز کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے تاکید کی۔۔

"جی۔"شاویز اندر کی جانب چل پڑا۔

کمرے کے بند دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے آنکھیں بند کیں،اور ایک گہرا سانس لے کر دروازے کا ہینڈل گھما دیا۔دروازہ چڑ کی آواز کے ساتھ کھلا۔پورے گھر کی طرح آج وہ کمرا بھی دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ہر طرف لال گلاب کی پتیاں بکھری ہوئی تھیں۔سنگھار میز پر،بیڈ کے ساتھ موجود ٹیبل پر،ہر طرف موم بتیاں روشن کی گئ تھیں۔شاویز کی نظر پورے کمرے سے ہوتی بیڈ پر مہرون عروسی لہنگے میں ملبوس دلہن پر رکی۔لہنگے کو بیڈ پر پھیلائے دوپٹے کو سر پر ٹکائے،مہندی رچے ہاتھوں کو گھٹنوں پر سجائے۔اس نے ایک نظر دروازے میں کھڑے شخص کو دیکھا اور فوراً نظریں جھکا لیں۔شاویز چلتا ہوا اس کے پاس آیا سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی اور دلہن کو دے دی۔

"یہ آپ کی منہ دکھائی۔" سرسری سا کہا۔

شکریہ۔" دلہن نے شرماتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔ اس سے پہلے ہم اپنی زندگی کا نیا سفر شروع کریں آپ کو یہ جان لینا چاہیے۔ آپ میری محبت نہیں ہیں۔ آپ میری پسند نہیں ہیں۔ آپ میری خواہش نہیں ہیں۔ میں نے آج سے پہلے کبھی آپ کو نہیں دیکھا۔ آپ سے بات نہیں کی کیوں کہ میں!!!" ایک پل وہ رکا اور سوچتے ہوئے بولا۔

"کیوں کہ میری محبت کوئی اور تھی۔ میری پسند خواہش کوئی اور تھی۔ آپ میری ماں کی ضد تھیں۔ چار سال لگے ہیں انہیں مجھے منانے میں آپ سے شادی کرنے کے لیے۔" اس کی باتوں میں کرب تھا دکھ کی ایک لہر اس کے پورے وجود میں دوڑی۔ آنکھوں کے کٹورے سرخ ہونے لگے۔

"لیکن اب آپ میری زوجہ ہیں۔ میری شریکِ حیات۔ میں آپ سے محبت کے دعوے نہیں کروں گا۔ محبت ایک بار ہوتی ہے اور میرا اس پر اختیار نہیں ہے سبرینا۔" آخر میں اس کی آواز کپکپانے لگی۔ سبرینا نے اس کے سخت ہاتھوں پر اپنا نازک ہاتھ رکھا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"اس نے یقین سے کہا تو شاویز کی ہمت بڑھی۔

قسمت اپنا داؤ لگا چکی تھی۔آج شاویز کی شادی ہو گئی تھی لیکن آبگینہ کے ساتھ نہیں۔۔کیوں ؟کیا ہوا ایسا ان چار سالوں میں جو آج بات یہاں تک آ پہنچی تھی۔شاویز کو اس کی محبت نہ ملی لیکن اسے نیک ہمسفر مل گئی تھی۔

✧✧✧✧✧

آج ایک نئی صبح کا آغاز تھا۔سنگھار میز کے سامنے سبرینا کھڑی تھی۔نیلے رنگ کا کامدار جوڑا زیب تن کئے ہوئے، ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ گیلے بالوں کو ڈرائیر کی مدد سے خشک کرتے ہوئے سامنے لگے شیشے پر نظر ڈالی، جس میں بیڈ کا عکس نظر آرہا تھا۔بیڈ پر شاویز چت لیٹا بے خبر سو رہا تھا بال جو رات کو جیل لگا کر سیٹ کئے گئے تھے،اب ماتھے اور آنکھوں پر بکھر گئے تھے۔سبرینا کو بے ساختہ اس پر پیار آیا وہ چلتی ہوئی بیڈ کے پاس آگئی۔اس سے پہلے وہ شاویز کے بال پیچھے کرتی اس کی آنکھ کھل گئی۔

"گڈ مارننگ۔"سبرینا گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

"مارننگ۔۔"شاویز سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"آپ سے کچھ پوچھ سکتی ہوں؟؟" واپس جانے کو پلٹتے ہوئے اسے کچھ یاد آیا۔

"ہمم پوچھو۔۔" شاویز نے نرمی سے کہا۔

"آبگینہ اور آپ کے بارے میں سب کچھ جان چکی ہوں لیکن!!!" سبرینا نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔۔ شاویز نے آبرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"لیکن کل سٹیج پر وہ مجھ سے ملنے آئی تھیں۔ وہ تو شادی شدہ ہیں۔" اس نے تشویش کا اظہار کیا۔

"تمہیں کیسے پتہ؟ اس نے کچھ کہا تم سے؟؟"

"نہیں، وہ ایک آدمی کے ساتھ آئی تھیں نا سٹیج پر۔"

"وہ ایان تھا، میرا بچپن کا دوست۔" اس کے چہرے پر ایک زخمی مسکراہٹ آگئی۔

"اور ٹھیک کہا، وہ آبگینہ کا شوہر ہے۔ ابھی دو ہفتے پہلے ہی ان کا نکاح ہوا ہے۔" اب وہ بیڈ سے اٹھا اور سبرینا کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"مجھے بتائیں ان کی شادی کیسے ہوئی۔" اس نے دلچسپی کا اظہار کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں۔۔اگر آپ بتانا چاہیں تو!!"شاویز نے ترچھی نگاہوں سے دیکھا تو وہ گھبرا کر بولی۔

"یہاں بیٹھو۔"بیڈ کے سامنے موجود صوفے کی طرف اشارہ کیا سبرینا بیٹھ گئی شاویز اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔شاویز نے اسے پوری کہانی سنائی۔

وہ بی جان کے گھر آیا جایا کرتی تھی۔شاویز بھی اکثر ایان کو بلانے چلا جاتا تھا اور یوں وہ یکطرفہ محبت میں گرفتار ہو گیا۔پھر وہ ہر ہفتے جناح پارک جاتا تھا کیوں کہ آبگینہ کا گھر وہیں قریب تھا اور وہ بھی اتوار کو بچوں کے ساتھ آیا کرتی تھی۔آبگینہ کی ایک بڑی بہن تھی دونوں ہی یتیم خانے میں پلی بڑھی تھیں۔آبگینہ کی بڑی بہن نگینہ کی شادی اس کی رضامندی سے ہی یتیم خانے کے مالک نے کروائی تھی،لیکن نگینہ کے ساتھ ان کا رویہ بہت خراب تھا اور جب جنت پیدا ہونے والی تھی تب اس کی حالت بہت زیادہ خراب ہو چکی تھی۔ڈیلیوری کے دوران اس نے آبگینہ سے وعدہ لیا تھا کہ بچوں کو اپنے پاس رکھے۔تب سے بچے اس کے پاس تھے۔اس لئے وہ شادی نہیں کرنا چاہتی تھی کہ کون اٹھائے ان بچوں کی ذمہ داری۔مہینے میں ایک بار بچے اپنے والد کے پاس جاتے تھے۔مکمل کہانی سننے کے بعد سبرینا نے ایان اور آبگینہ کی شادی کا پوچھا۔

✧✧✧✧✧

دو ہفتے قبل۔۔

آج موسم صاف تھا۔ سورج پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا۔ لوگ جناح پارک میں بیٹھے مالٹے اور اور میوہ جات سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اور وہ آج بھی اسی سیمنٹ کے بینچ پر بیٹھا ہمیشہ کی طرح آبگینہ کا انتظار کر رہا تھا اور پھر وہ آگئی۔ ہمیشہ کی طرح سیاہ چادر سے خود کو ڈھانپے، ایک پل کو شاویز کی نظر اس پر ٹھہر گئی لیکن اگلے ہی لمحے وہ دنگ رہ گیا۔ آج وہ تنہا تھی، بچے نہیں تھے اس کے ساتھ اور وہ چلتی ہوئی شاویز کے سر پر آ کھڑی ہوئی۔

"بات کرنی ہے کچھ آپ سے۔" سرسری سا کہتی وہ سامنے والے بینچ پر بیٹھ گئی۔

"جی کریں۔" شاویز نے ٹیک چھوڑی اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"آپ کیوں کر رہے ہیں یہ سب؟؟"

"مطلب؟؟" شاویز کو اچھنبا ہوا۔

"مطلب یہ سب جو آپ کر رہے ہیں۔"

"کیا سب؟؟"

"ہر اتوار کو یہاں آکر میرا انتظار کرتے ہیں۔بی جان کے گھر جاؤں تو وہاں آجاتے ہیں۔اور اب تو آپ نے گھر والوں کے ساتھ بھی بیر ڈال لیا ہے۔اور!!"

"ایک منٹ!!آپ کو کیسے پتہ؟؟"اس نے آبگینہ کی بات کاٹتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا۔

"مجھے سب پتہ ہے۔"آبگینہ نظر چرا کر بولی۔

"کیسے۔۔"

"پریشے نے بتایا ہے کہ۔"

"کیا بتایا ہے اس نے؟"دوٹوک سوال کیا

"دیکھیں جو بھی ہے لیکن آپ کو ضد چھوڑ دینی چاہئے۔میں آج آپ سے یہ کہنے آئی ہوں، کہ آپ وہی کریں جو آپ کے گھر والے کہہ رہے ہیں۔"آبگینہ نے حلق صاف کرتے ہوئے کہا۔

آپ کیوں سب کر رہی ہیں میرے ساتھ؟"شاویز نے کرب سے کہا۔

"کیوں کہ !! کیوں کہ میں کسی اور کو اپنا ہمسفر منتخب کر چکی ہوں۔" آخر میں اس کی آواز لڑکھڑا گئی۔

"جھوٹ۔" شاویز نے بے یقینی سے دیکھا۔

"نہیں یہ سچ ہے کہ مجھے کوئی اور پسند ہے، لیکن میں ہمت نہیں جٹا پا رہی اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لیئے۔" شاویز نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہی سچ ہے۔ دیکھیں شاویز آپ بہت اچھے انسان ہیں میں آپ کی دل سے قدر کرتی ہوں۔ اتنے سالوں سے آپ مجھے جانتے ہیں لیکن آپ نے کبھی بھی مجھے تنگ نہیں کیا۔ میرا نمبر ہونے کے باوجود کبھی کال نہیں کی میسج نہیں کیا۔ مجھے عزت دی۔ یقین جانیں شاویز مجھے دل سے قدر ہے آپ کی محبت کی لیکن !!" وہ کچھ دیر رکی اور پھر اپنی چادر کو مضبوطی سے تھام کر بولی۔

"لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں آپ سے محبت نہیں کرتی۔ آپ پلیز مجھے بھول جائیں اور آگے بڑھ جائیں۔" جلدی سے کہتی وہ وہاں سے اٹھ گئی اور جانے لگی۔

"کون ہے وہ۔" شاویز اب تک وہیں بت بنا بیٹھا تھا۔ آبگینہ کے چلتے قدم رک گئے اس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔

"ایان۔۔" بنا پلٹے کہتی وہ وہاں سے تقریباً بھاگتی ہوئی پارک کی حدود سے باہر نکل گئی۔ شاویز اب تک وہیں بیٹھا بے یقینی سے اس سمت دیکھ رہا تھا جہاں سے آبگینہ گزری تھی۔

✧✧✧✧✧

اگلے روز آبگینہ نے پریشے کو فون ملایا کہ وہ بی جان کی طرف آجائے۔ وہ دونوں صحن میں بیٹھی بی جان کے پاؤں دبا رہی تھیں کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"میں دیکھتا ہوں۔" اندر کمرے سے ایان بھوری ٹی شرٹ اور سیاہ پینٹ پہنے کندھے پر بیگ لٹکائے نکلتا دکھائی دیا۔ دروازے پر پہنچ کر اس نے ایک پٹ زرا سا کھول کر منہ باہر نکالا۔

"شاویز تم اس وقت خیریت؟" شاویز کو سامنے کھڑا دیکھ کر اس نے تعجب سے پوچھا۔

ہمم۔۔۔ بی جان گھر پر ہیں؟" اس نے اندر جھانکتے ہوئے کہا۔

"ہاں اندر ہیں۔۔۔ اور آبگینہ بھی آئی ہوئی ہے۔ وہ شریر لہجے میں کہتا ہوا پیچھے ہٹا اور شاویز اندر داخل ہوا۔

"سلام بی جان۔" آبگینہ کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔۔ کیسے ہو بیٹا؟؟" شفقت بھری نگاہوں سے دیکھا۔

"ٹھیک بی جان! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟؟"

"بس اللہ کا شکر ہے بیٹا۔" آبگینہ اور پریشے اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھ گئیں، شاویز اور ایان اب بی جان کے پاس چارپائی پر بیٹھے تھے۔

"بی جان۔۔ آپ سے کچھ کہنا ہے۔" ایک نظر ایان پر ڈالی۔ ایان نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"آپ کا بیٹا اب بڑا ہو گیا ہے، شادی کرنا چاہتا ہے، کسی کو پسند کرتا ہے، لڑکی بھی راضی ہے، اس لئے نہیں بتاتا کہ ان دونوں کو شرم آتی ہے، آپ پلیز ان دونوں کی شادی کروا دیں۔" تحمل سے کہہ رہا تھا۔ دور دروازے کے پیچھے کھڑی آبگینہ پر جسے کسی نے پہاڑ گرا دیا ہو۔ اس کی آنکھیں حیرت پھیل گئیں۔

"بی جان آپ تو جانتی ہیں، کہ آبگینہ کا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔اس لیے اس کی طرف سے اب میں ہی بات کر لیتا ہوں۔ایان اسے پسند کرتا ہے۔آپ کو ان دونوں کے رشتے سے کوئی اعتراض تو نہیں؟؟"اپنی بات کہتا وہ اٹھا اور بی جان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"کیا یہ سچ ہے!!!مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے،میں تو خود آبگینہ لے لیے ہر وقت فکر مند رہتی ہوں۔اگر وہ میری بہو بن جائے گی تو مجھے بہت سکون ملے گا۔"بی جان کے چہرے پر اطمینان جھلک گیا۔

"امی ہم ابھی آتے ہیں۔"ایان اپنی جگہ سے اٹھا اور شاویز کو بازو سے پکڑ کر کمرے کی طرف گیا۔

✧✧✧✧✧

"کیا بکواس کر رہا ہے تو!!ہوش میں تو ہے نا؟؟"دروازہ زور سے بند کر کے ایان تقریباً چلاتے ہوئے بولا۔

"دیکھ میری بات سن،مجھے پتہ ہے مجھے پہلے تجھ سے بات کرنی چاہیے تھی،لیکن اتنا وقت نہیں ہے۔میں بس چاہتا ہوں آپی کو ایک مضبوط سہارا مل جائے۔"شاویز نے سمجھانا چاہا

"ہاں تو تم ہونا مضبوط سہارا اس کے لئے۔ تم تو اس سے محبت کرتے ہونا، پھر کیا ہوا؟؟" ایان جزباتی ہو گیا

"محبت!! وہ تو تم اور آپی بھی ایک دوسرے سے کرتے ہونا؟؟ لیکن!!" شاویز کی آنکھوں میں خالی پن تھا۔

"نن نہیں!! ایسا نہیں ہے تم سے کس نے کہا؟" ایان نے نظریں چرا لیں

"کہانی تو تم دونوں کی تھی، میں تو محض ایک ایسا کردار تھا جس نے تم دونوں کے درمیان جگہ بنانے کی کوشش کی۔"

"ایسا نہیں ہے تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی!! تم!! تم بیٹھو یہاں میں سب سمجھاتا ہوں تمہیں۔" ایان نے اس کا بازو تھامنا چاہا لیکن وہ دو قدم پیچھے ہو گیا۔

"بس اب اور سکت نہیں مجھ میں یکطرفہ محبت کا بوجھ اٹھانے کی، میں اس یکطرفہ محبت سے اب دستبردار ہونا چاہتا ہوں۔" شاویز کی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے آواز میں اذیت کے آثار تھے۔ کہتا وہ دروازے کی سمت مڑا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں چاہتا ہوں کہ میری شادی سے پہلے تم دونوں کی شادی ہو جائے۔بی جان سے بات کر لوں گا میں۔"دروازے کا کنڈا تھامے بنا پلٹے کہتا ہو باہر نکل گیا۔پیچھے کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ایان کرسی پر بیٹھ گیا اس نے کبھی بھی شاویز کو ایسے نہیں دیکھا تھا۔وہ ٹوٹ چکا تھا اور ایان کو اس میں اپنا قصور نظر آرہا تھا قسمت نے ایسا پلٹا کھایا تھا،کہ جس محبت کا اظہار خود کے سامنے کرنے سے بھی ایان ڈر جاتا تھا۔آج وہی محبت بن مانگے اسے مل گئی تھی،لیکن خوشی نہیں ملی تھی اس کی وجہ اس کا جان سے پیارا دوست آج ٹوٹ چکا تھا۔

✧✧✧✧✧

لاہور کا موسم سرد تھا۔ٹھنڈی ہوائیں ہر سمت چل رہی تھیں۔بی جان کے گھر اس وقت خوشی کا ماحول تھا۔نکاح سادگی کے ساتھ گھر پر ہوا تھا۔شاویز تقریب میں شامل تو ہوا مگر نکاح کے وقت وہ وہاں سے جا چکا تھا۔پریشے آبگینہ کو کمرے میں لے کر گئی اور اب وہ بھی باقی سب کے ساتھ گھر جانے کا سوچ رہی تھی۔

"فوزیہ بیگم!اگر برا نہ لگے تو،پری بیٹی کو آج میرے پاس چھوڑ جاؤ۔"

"بی جان مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن آپ تو جانتی ہیں نا اگلے ہفتے شاویز کی شادی ہے۔ بہت سے کام ہیں، اب میں اکیلے کیسے کروں گی۔" فوزیہ بیگم نے ناچارگی سے کہا

"بی جان آپ کو پتہ تو ہے نا، کل دادو آرہی ہیں اور وہ بھی اتنے عرصے کے بعد۔ وہ ایسی باتوں کو اچھا نہیں جانتیں۔ ویسے انہیں منانے کے لیے چاچو نے اتنی بڑی قربانی دی ہے"

"کیسی قربانی بیٹی؟؟" بی جان نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"اوہ میری پیاری بی جان چھوڑیں یہ سب۔ آپ بس اپنی نئی بہو سے اپنے ناز اٹھوانے کا سوچیں۔" شریر لہجے میں کہتی انکے گلے لگی۔

✧✧✧✧✧

پریشے کی دادی بہت ضدی عورت تھیں۔ ہر ایک پر حکم صادر کرنا ان کی عادت تھی۔ وہ قصبے میں ہی رہا کرتی تھیں۔ ہارون نے انہیں کئی بار اپنے پاس بلانا چاہا، مگر انکار کر دیتی تھیں۔ سبرینا ان کی بہن کی بیٹی تھیں اور انہوں نے شاویز کے سامنے شرط رکھ دی تھی کہ وہ گھر تب ہی آئیں گی، جب وہ سبرینا سے شادی کے لئے مان جائے گا۔ چار سال یہ جنگ چلتی رہی۔ پریشے

Clubb of Quality Content

نے جب آبگینہ کو بتایا تو اس نے ایان سے محبت کا دعوا کیا اور یوں شاویز کی محبت یکطرفہ ہی رہی۔

✧✧✧✧✧

"میں اپنی پوری کوشش کروں گی کہ آپ کے دکھ کو کم کروں، آپ کو خوش رکھوں۔" سبرینا نے شاویز کے آنسو صاف کیے اور اپنائیت سے بولی شاویز نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"چلیں مجھے پارلر چھوڑ آئیں، کافی دیر ہو گئی ہے ہمیں" سبرینا اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنا دوپٹہ سر پر ٹکا کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ شاویز نے آہ بھری اور باتھروم کی طرف چلا گیا۔

✧✧✧✧✧

دن شام میں ڈھل چکا تھا اور شام رات میں ڈھل رہی تھی۔ بلیو مارکی مکمل طرح سے روشنیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہارون نے بہت شاندار ولیمہ رکھا تھا کیوں کہ وہ ایک جانا مانا بزنس مین تھا۔ اونچے تعلقات تھے۔ مارکی کے دروازے سے اندر داخل ہوں تو راہداری میں دائیں اور بائیں جانب بڑے بڑے پھول دان رکھے ہوئے تھے جن میں اصلی گلاب کے پھول رکھے ہوئے تھے۔ راہداری عبور کرتے ہی ایک پہلی نظر سامنے موجود بڑے سے سٹیج

پر پڑتی ہے۔ جہاں بڑے بڑے کانچ کے ٹکڑوں سے دیوار کو سجایا گیا تھا اور اس کے آگے ایک بڑا سا نیلے رنگ کا صوفہ جس کے دائیں اور بائیں جانب دو نیلی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

صوفے پر اس وقت سبرینا جس نے سلور رنگ کی کامدار میکسی زیب تن کی ہوئی تھی، جس کے ساتھ نہایت نفیس سی چھوٹی چھوٹی بالیاں پہن رکھی تھیں، اور ہلکا سا میک اپ تھا چہرے، پر جو اس کے حسن کو چار چاند لگا رہا تھا۔ ساتھ ہی سلور کوٹ میں ملبوس شاویز بیٹھا سامنے موجود میز کی طرف دیکھ رہا تھا، جہاں آبگینہ اور ایان باتوں میں مصروف تھے۔

"چاچو اپنا فوٹو شوٹ کروالیں اب ہمارا ہو گیا۔" سٹیج پر چڑھتی پریشے نے کہا۔ سیاہ رنگ کے ہلکے کام والی ساڑھی زیب تن کئے ہوئے، بالوں کی ٹیل پونی بنا کر نیوڈ میک اپ میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ عمر کے ساتھ ساتھ اس کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

"ہمم۔۔ میں کروالیتا ہوں تم جاؤ بھابھی ماں کو بلا کر لاؤ۔" شاویز نے کوٹ کا بٹن کھولتے ہوئے کہا۔ اور پریشے اثبات میں سر ہلا کر سٹیج سے نیچے اتر گئی۔

✧✧✧✧✧

"ہاں اب نظر آرہا ہے؟ وہ دیکھ سامنے تیری ماں بھی بیٹھی ہوئی ہے اور ساتھ ہی فوزیہ چچی اور!!!"

"سیاہ کپڑوں والی کون ہے؟؟" علی کی بات کاٹ کر ارسل نے پوچھا۔ وہ اس وقت اپنے کمرے میں تھا اور سامنے میز پر رکھے لیپ ٹاپ پر دیکھ رہا تھا جو آج کے ولیمے کو دکھا رہا تھا۔

"وہ۔۔ وہ ہوگی کوئی مہمان۔۔ اب سب کو تو نہیں جانتا میں۔" سکرین کے اس پار موجود علی نے جھجھکتے ہوئے کہا۔

"پری یہ پری ہے نا؟؟ چار سالوں بعد دیکھ رہا ہوں اپنی محبت کو۔۔ بہت حسین لگ رہی ہے۔ لگتا ہے اب وقت آگیا ہے۔۔" ارسل اطمینان سے کہتا لیپ ٹاپ بند کر گیا۔

✧✧✧✧✧

حال

رات کے گھنے سائے ہر طرف پھیل چکے تھے۔پریشے اپنا سارا کام ختم کر کے آرام کرنے کی غرض سے کمرے کی طرف رخ کیا۔

"اس وقت کون آگیا؟؟"سیڑھیاں چڑھتی پریشے کے قدم رک گئے،اس کی ساس نے دروازے کے کھٹکنے کی آواز سنی۔

"میں دیکھتی ہوں۔"پری کہتے دروازے کی طرف بڑھی۔

"السلام علیکم!"دروازہ کھلتے ہی ایک نوجوان لڑکی نے مسکرا کر کہا۔اس کا حلیہ مختلف تھا۔سیاہ پینٹ پر مہرون رنگ کی کرتی پہنے بالوں کی سٹیپ کٹنگ کیے ہوئے کندھے پر بیگ لٹکائے،وہ قصبے کی لڑکیوں جیسی نہیں تھی

"وعلیکم السلام!جی کون؟"پریشے نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"ارے کون ہے پری؟تم تو دروازے سے ہی لگ گئی۔"

"خالہ جان"نوجوان لڑکی بھاگ کر شازیہ بیگم کے گلے لگ گئی۔

"عالیہ میری بچی کیسی ہو؟؟"شازیہ بیگم نے محبت بھری نظروں سے دیکھا

"میں آپ کے سامنے ہوں، کیسی لگ رہی ہوں ؟؟" اپنی طرف اشارہ کرتے پوچھا۔ پیچھے کھڑی پری دونوں کی محبت کو نوٹس کر رہی تھی۔

"ارے ! ہمیشہ کی طرح شہزادی لگ رہی ہو۔ "

"پری ابھی بہت رات ہو گئی ہے۔ سب سو چکے ہیں۔ تم ایسا کرو عالیہ کو اپنے کمرے میں لے جاؤ، صبح ہی سب سے ملے گی اب۔" پری کو ہدایت دے کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئیں۔
پری عالیہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھی۔

"تو آپ ہیں ارسل بھائی کی دلہن ؟" کمرے میں پہنچ کر کمرے کے چاروں اطراف میں دیکھنے لگی

Clubb of Quality Content

"ہمم !!! اور آپ ؟؟"

"اوہ !! میں تو اپنا تعارف کروانا ہی بھول گئی" عالیہ نے اپنا ماتھا پیٹا۔

"میں عالیہ ہوں۔ ارسل بھائی کی خالہ زاد اور میں لندن میں رہتی ہوں۔ آپ کی شادی پر بھی نہیں آسکی اس کے لیے معذرت" دونوں کانوں کو پکڑ کر معصوم سی شکل بنادی۔

"کوئی بات نہیں۔" ایک مصنوعی سی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا۔ اسے عالیہ اپنی پرانی پری جیسی لگی تھی۔ نٹ کھٹ سی، چلبلی سی۔

"ماننا پڑے گا بھائی کی پسند کو

"You look so beautiful

"چلو فریش ہو جاؤ میں تمہارے لیے کافی بنا دیتی ہوں۔"

"ارے نہیں بھابی! اس کی ضرورت نہیں۔ میں بس سونا چاہتی ہوں۔ باقی کی گپ شپ کل سے" اتنا کہتی وہ واش روم میں گھس گئی۔

✧✧✧✧✧

سعودی عرب کی گرمی اپنے عروج پر تھی۔ دوپہر کے وقت انسان تو کیا کوئی پرندہ بھی باہر نظر نہیں آتا۔ ہر کوئی اپنے گھر اور آفس میں بیٹھا اے سی کی ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ انہیں سب میں ارسل بھی شامل تھا۔ آج آفس سے چھٹی لے کر اپنے فلیٹ میں آرام کر رہا تھا۔

"بھائی تو یہاں بیٹھا ہے اور وہاں آفس میں سارا کام رکا پڑا ہے" ارسل آنکھیں موندے ہاتھوں کا تکیہ بنائے صوفے پر لیٹا ہوا تھا جب یاسر بنا آواز کیے اس کے سر پر آ کھڑا ہوا۔

"تم اس وقت کیوں آ گئے؟؟ میں نے تمہیں سارا کام سمجھایا تھا تاکہ میں نہ آؤں تو کام نہ رکا رہے" ارسل اٹھ بیٹھا۔

"ارے یار! میرا موڈ نہیں ہو رہا تھا کام کرنے کا تو میں بوس کو بولا تمہاری طبیعت بہت خراب ہے تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے" سنگل صوفے پر بیٹھ کر شرارت سے کہا۔

"گدھا" ارسل نے نفی میں سر ہلایا۔

"اچھا یہ بتا تیرے کام کا کیا ہوا؟؟" یاسر نے تشویش سے پوچھا

"ہاں وہ!! ایک دو دن میں بتائیں گے کال کر کے۔"

"ارسل بھائی! بھابھی مان تو جائے گی نا۔" یاسر نے فکر مندی کا اظہار کیا۔

"آہ!!! ماننا پڑے گا اور نا مانی تو زبردستی منواؤں گا۔ چار سال کی سزا بہت ہے اب اسے معافی دینی پڑے گی۔" ارسل نے ٹھنڈی آہ بھری اور صوفے سے ٹیک لگا لی۔ یاسر اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔

✧✧✧✧✧

"آپ اپنی شادی میں کتنی خوبصورت لگ رہیں تھیں

I Wish I could also attend your wedding(کاش میں بھی آپ کی شادی میں شامل ہو سکتی)"رات کو کھانے سے فارغ ہو کر، پری عالیہ کو اپنے کمرے میں لے آئی۔عالیہ کی فرمائش پر پریشے نے اسے اپنی شادی کی تصاویر دکھائیں۔دونوں ہاتھ میں چائے کا مگ تھامے تصویر پر تبصرہ کر رہی تھی۔

"Its okay __ don't be sad_"

(کوئی بات نہیں اداس مت ہو)

"بھابھی ایک بات کہوں آپ سے اگر آپ برا نا مانیں تو؟"عالیہ نے پریشے کی تصویر پر ہاتھ پھیرتے ہو کہا

"ہاں کہو"

"آپ خوش ہیں؟؟"عالیہ نے دھیمے لہجے میں کہا

"مطلب؟؟"پریشے نے نظروں کا رخ موڑ لیا

"مطلب آپ اچھی طرح سمجھ رہی ہیں"

"رات بہت ہو گئی ہے اب سو جانا چاہیے۔" پریشے نے بات گھمالی

"بھابھی آپ اپنے گھر کی لاڈلی بیٹی تھیں نا؟ شادی سے پہلے آپ بلکل ایسی تھیں، جیسی میں ہوں۔ ہنستی مسکراتی، زندگی سے بھرپور لڑکی۔"

پریشے نے اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے سامنے دیوار کی طرف دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔

"آج آپ خود کو نہ روکیں، کہہ دیں جو کہنا چاہتی ہیں۔ اپنے اندر کے غبار کو نکال باہر پھینکیں۔ اپنا درد بانٹ لیں۔ دل کا بوجھ ہلکا کر لیں۔ ورنہ یہ بوجھ ایک ناسور کی طرح آپ کو اندر ہی اندر سے ختم کر دے گا۔" عالیہ کہہ رہی تھی اور پریشے کا پورا وجود کپکپا رہا تھا۔ آنسو روانی سے بہہ رہے تھے۔ عالیہ نے پریشے کے کپکپاتے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔ پریشے نے اس کی جانب دیکھا، نا جانے ایسا کیا تھا عالیہ کی آنکھوں میں کہ پریشے اس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"اس نے کیوں کیا میرے ساتھ ایسا، کیوں؟؟ میرا جرم کیا تھا آخر؟؟" وہ روتے ہوئے اٹک اٹک کر بولنے لگی۔

"شش بس سب ٹھیک ہو جائے گا۔" ایک ہاتھ سے پریشے کے بال سہلاتے ہوئے، دوسرے ہاتھ سے اپنا فون اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کیا اور فون اپنے پیچھے رکھ دیا۔

"آپ کی شادی کیسے ہوئی اور آپ دونوں کے درمیان کیا ہوا؟" پریشے عالیہ سے الگ ہوئی اور اپنے آنسو پونچھے، اور پھر ماضی کی یادوں سے گرد ہٹنے لگی

☆☆☆☆

ماضی

یہ شاویز کی شادی کے ایک ہفتے بعد کی بات ہے، جب لاہور میں خاصی سردی پڑ چکی تھی۔ سارے مہمان واپس جا چکے تھے، سوائے ارسل کے خاندان کے۔ انہوں نے شادی سے دو ہفتے پہلے لاہور میں ایک فلیٹ کرائے پر لیا ہوا تھا۔ اب ان کا ارادہ تھا کہ وہ سردیاں یہاں پر ہی گزار لیں۔ اس لیے آج فوزیہ بیگم نے ان کی دعوت کی تھی۔ شام کو فوزیہ بیگم کچن میں ہیلپر کے ساتھ کھانا بنا رہیں تھیں۔ بریانی دم پر رکھ کر اب وہ سلاد کاٹ رہیں تھیں ۔ بریانی کی خوشبو پورے گھر میں پھیل چکی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اف امی! کیا خوشبو آ رہی ہے یار۔ قسم سے دل چاہ رہا ہے ابھی ہی کھالوں۔" پریشے کہتے ہوئے پتیلے سے ڈھکن ہٹانے لگی، جب فوزیہ نے سلاد کاٹتے اس کے ہاتھ پر چھری ماری۔

"آؤچ!! امی جان!! بچی کی جان لیں گی کیا؟" ہاتھ کو معصومیت سے مسلتے ہوئے بولی۔

"بچی نہیں ہو، اب تم جاؤ جا کر دیکھو لان میں شاویز نے کرسیاں لگادی ہیں" فوزیہ نے ڈانٹا

"لان میں کیوں؟؟"

"ارے! باربی کیو بھی کرنا ہے اور ایسے موسم میں لان میں بیٹھ کر کھانا کھانے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔"

"تیاری تو ایسے کر رہی ہیں جیسے لندن سے آ رہے ہیں۔" پریشے نے ناک سے مکھی اڑائی

"بکو مت، جو بولا ہے وہ کرو۔" فوزیہ کی ڈانٹ سن کر وہ بدمزہ ہوگئی اور کچن سے باہر نکل گئی۔

لان میں اس وقت بہت رونق لگی ہوئی تھی۔ ارسل کے ماں باپ اور بہن بھائی سب ہی آئے ہوئے تھے۔ مختلف قسم کے کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبو پورے لان میں بکھری ہوئی تھی۔ ایک طرف شاویز، سبرینا اور پریشے جلتے کوئلوں پر مرغی کے چھوٹے چھوٹے پیس

سینوں پر لگا کر رکھ رہے تھے۔ پریشے اور سبرینا نے خود کو شال سے مکمل طرح ڈھانپا ہوا تھا، جب کہ شاویز نے بلیک جینز کے اوپر سفید شرٹ پہنی ہوئی تھی۔

"یہ لیں، پہن لیں، آپ کو سردی لگ جائے گی۔" قریب کرسی پر پڑی جیکٹ سبرینا نے شاویز کو دی۔

"اہم اہم!! کچھ زیادہ ہی سردی ہو گئی ہے یہاں، نہیں؟" سبرینا نے شرماتے ہوئے پریشے کے سر پر چپت لگائی

"آہ" اپنے سر کو مسلتے ہوئے پریشے نے برا سا منہ بنایا

"پری؟؟" شاویز اور سبرینا پریشے پر ہنس رہے تھے جب پریشے کو کسی نے آواز دی۔

"جی بھابھی؟" پریشے نے پلٹ کر دیکھا تو وہ ارسل کی بھابھی تھیں۔

"تم سے کچھ بات کرنی ہے زرا آنا"

کہتی وہ اندرونی دروازے کی طرف بڑھی پریشے بھی ان کے پیچھے چل دی

"جی بولیں"

"یہ لو تمہارے لئے فون ہے۔" فون پریشے کی طرف بڑھایا

"میرے لئے؟؟ کون ہے؟" پریشے کی آنکھوں میں حیرت ابھری

"خود پوچھ لو، تب تک میں واش روم ہو کر آتی ہوں۔" وہ اندر چلی گئیں، پریشے نے تعجب سے فون کی سکرین پر دیکھا جہاں ایک شناسا نام جگمگا رہا تھا۔

"ہیلو! جی کون؟"

"جان کر انجان بن رہی ہو؟" پریشے کی لاتعلقی دیکھ کر فون کے اس پار موجود شخص نے تعجب سے پوچھا۔

"سوری میں نے نہیں پہچانا۔" پریشے کی آواز میں سختی تھی۔

"ساری شکایتیں دور کر دوں گا وقت آنے پر۔ فلحال صرف اتنا بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ بہت جلد تم میری ہو جاؤ گی۔ امی آج بات کریں گی اور انکار کی گنجائش نہیں۔ اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ!" ایک سانس میں کہتا وہ فون بند کر گیا۔ پریشے حیران پریشان کھڑی موبائل کو گھور رہی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آیا یہ کیا ہوا اس کے ساتھ۔ اتنے عرصے بعد اس شخص کی آواز سنی

تھی جسے وہ اپنی بچپن کی ایک بیوقوفی سمجھ کر بھول چکی تھی، لیکن دل کے کسی نہ کسی کونے میں آج بھی پہلی محبت ایک ہوا سے پھڑ پھڑاتی لو کی مانند تھی۔

"ہو گئی بات؟"ارسل کی بھابھی کی آواز پر وہ خیالوں سے باہر نکلی

"ہاں!!! ہاں میں آتی ہوں۔"پریشے تقریبا دوڑتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی

☆☆☆☆

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں بھائی جان؟"رات دو بجے سب مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد ہاورن اپنے کمرے میں جا رہا تھا جب شاویز پیچھے سے بولا۔ہارون صاحب پیچھے پلٹے تو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے شاویز کھڑا تھا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب آپ ان لوگوں کو ہاں کر چکے ہیں بغیر کسی سے مشورہ کئے۔آپ نے تو پریشے کی مرضی تک نہیں جانی، کیوں کیا آپ نے ایسا؟؟"شاویز کی آواز اونچی ہو گئی تھی

"یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم مجھ سے؟؟"ہاورن غصے میں آگیا

Clubb of Quality Content

"سوری بھائی جان! آپ بشیر چاچو کو ابھی کال کریں اور انہیں اس رشتے کے لئے منع کر دیں

"اب کی بار وہ دھیمے لہجے میں بولا

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟؟ میں کیوں منع کروں گا انہیں؟؟"

"لیکن بھائی جان آپ ایسے کیسے ہاں کر سکتے ہیں؟ کم از کم پری سے ایک بار پوچھ ہی لیں

"شاویز کے لفظوں میں التجا تھی

"تم سے تمہاری مرضی پوچھی گئی تھی؟؟؟ اور وہ میری بیٹی ہے میں جانتا ہوں اس کے لئے کیا بہتر ہے اور کیا نہیں؟ اسے میرے فیصلے سے کیا اعتراض ہو گا بھلا" اپنے سینے پر انگلی رکھ کر وہ شاہانہ انداز میں بولے، دور اپنے کمرے میں بیٹھی پری سب سن رہی تھی فوزیہ بیگم زرینہ بی بی اور سبرینا اب ہال میں آ گئے تھی۔

"ارے! کیا ہو رہا ہے یہاں؟" زرینہ بی بی نے رعب دار آواز میں کہا۔

"امی جان! کیا آپ کو پتا تھا آج وہ لوگ رشتے کی بات کرنے آئے ہیں؟" شاویز اپنی ماں کے قریب ہوا

"ہاں بھئی! بشیر نے مجھے ہے کہا تھا سب سے پہلے۔" وہ اطمینان سے بولی۔

"اور بھابھی ماں آپ کو؟؟"

"ہاں شاویز بیٹا! چچی نے تمہاری بارات والے دن بات کی تھی مجھ سے"

"اس کا مطلب اس خبر سے صرف مجھے بے خبر رکھا گیا ہے؟؟"شاویز کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"بس بہت تماشا ہو گیا جاو سب اپنے اپنے کمروں میں"

"لیکن بھائی جان آپ جانتے ہیں ارسل اچھا لڑکا نہیں ہے اور!!!"

"بس دوسروں پر انگلی اٹھانے سے پہلے اپنے اندر جھانکو اور میں جانتا ہوں اسے تم سے بہتر اب جاؤ اپنے کمرے میں۔"ہارون کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر سبرینا نے شاویز کا ہاتھ تھاما اور اسے مزید بولنے سے روک دیا۔

☆☆☆☆

ساری رات ایک منٹ بھی وہ سو نہ سکی تھی۔رہ رہ کر اپنے باپ کی وہی بات یاد آرہی تھی کہ کتنے مان سے اس کے باپ نے کہا تھا،پریشے کو میرے فیصلے سے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ رات بھر بستر پر کروٹیں بدلتی رہی،جب تک فجر کا وقت نہ ہوا۔اذان کی آواز سنتے ہی وہ اپنا

گرم بستر چھوڑ کر اٹھی، پاس پڑی شال اٹھا کر اپنے آپ کو اچھی طرح ڈھانپا اور چلتی ہوئی با لکنی میں آگئی۔ یہ اس کی سب سے پسندیدہ جگہ تھی۔ آسمان میں اب تک چاند کی ہلکی سی جھلک نظر آ رہی تھی۔ دور کہیں اب بھی اذان کی صدائیں سنائی دے رہیں تھیں۔ بالکنی میں اوپر چھت سے آتی انگور کی بیل پر ننھے ننھے شبنم کے قطرے آنکھوں کو بہت بھلے لگ رہے تھے۔ ہلکی سرد ہوا کے جھونکے سے پریشے کے بال اڑنے لگے۔ اذان اب ختم ہو چکی تھی وہ اندر گئی وضو کیا اور جائے نماز لے کر بالکنی میں آگئی۔ نماز ادا کرنے کے بعد ساتھ ہی چھوٹی سی میز پر قرآن رکھا تھا اس نے قرآن اٹھایا اور یونہی کھول دیا۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ

البقرہ 155)

ترجمہ: "اور ہم ضرور تمہیں کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔"

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے زندگی میں قدم قدم پر آزمائشیں ہیں۔ کبھی مرض سے، کبھی جان و مال کی کمی سے، کبھی دشمن کے ڈر خوف سے، کبھی نقصان سے، کبھی آفات و

بَلیّات سے اور کبھی نت نئے فتنوں سے آزماتا ہے اور راہ دین اور تبلیغ دین تو خصوصاً وہ راستہ ہے جس میں قدم قدم پر آزمائشیں ہیں،۔اسی سے فرمانبردار و نافرمان محبت میں سچے اور محبت کے صرف دعوے کرنے والوں کے درمیان فرق ہوتا ہے۔قرآن کھولتے ہی اس کے سامنے جو آیت آئی اس نے پڑھی، ساتھ ہی لکھا ترجمہ اور تفسیر دیکھ کر اس نے قرآن بند کیا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

"اے رحیم! مجھ پر رحم کر، پانچ سال پہلے غلطی کی تھی۔اگر یہ اس کی سزا ہے تو مجھے معاف فرما۔میں انسان ہوں اور انسان خطاؤں کا پتلہ ہوتا ہے۔اے رب کریم! اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے ثابت قدم رکھ، میں راضی ہوں تیرے ہر فیصلے سے۔بس مجھ پر اپنا رحم بنائے رکھنا، میرے والد کا جو مان ہے مجھے اسے برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرما" ہاتھ منہ پر پھیر کر آنسو صاف کئے تو اسے سردی کا احساس ہوا اور آکر اپنے کمفرٹر میں لیٹ گئی۔

☆☆☆☆

رات کے وقت سب کھانے کی میز پر موجود تھے۔باہر بہت سردی تھی لیکن کمرے کے اندر ہیٹر کی وجہ سے سردی کا احساس کسی کو نہیں ہوا۔

"ماں جی! بشیر چچا کا فون آیا تھا وہ لوگ اس مہینے کے آخر میں نکاح کرنا چاہتے ہیں۔"سب کے چہرے کے تاثر یکدم بدل گئے۔پریشے کے علاوہ سب نے ہاورن کی طرف دیکھا۔

"یہ کیا بات ہوئی بیٹا! کس بات کی جلدی ہے انہیں؟اور ابھی تک تو ارسل بھی نہیں آیا تو پھر؟"زرینہ بی بی نے اپنی عینک اتارتے ہوئے کہا

"ماں جی ان کا کہنا ہے کہ آن لائن نکاح کر دیتے ہیں اور اس کے ہفتے بعد ارسل آجائے گا،تو اگلے مہینے رخصتی کر دیں گے۔"ہارون نے لقمہ منہ میں رکھا

"تو نکاح بھی بارات والے دن کر لیتے ہیں۔"

"نہیں اماں! میرے خیال سے جو وہ کہہ رہے وہی کر لیتے ہیں۔"

"لیکن سب تیاریاں کیسے ہوں گی؟"فوزیہ بیگم نے فکر مندی کا اظہار کیا،پریشے خاموشی سی اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔

"رکو پری۔۔"شاویز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر واپس کرسی پر بیٹھا دیا۔

"ہو جائیں گی تیاریاں۔سبرینا ہے نا تمہارے ساتھ اور اپنی بہن کو بلا لینا۔"ہارون نے تسلی دی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کو کیا ہو گیا ہے بھائی جان ؟! ابھی تو پری کی پڑھائی مکمل نہیں ہوئی، آپ کو کس بات کی جلدی ہے۔" شاویز غصے میں آ گیا

"تم چپ رہو، ابھی اس گھر کے بڑے موجود ہیں فیصلہ کرنے کے لئے۔" ہارون نے زور سے میز پر اپنا ہاتھ پٹخا۔

"شاویز تم بد لحاظ ہوتے جا رہے ہو، بس کر دو بہت ہوا۔" زرینہ نے ڈانٹا تو وہاں سے اٹھ گیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف گیا۔

"پری میرے کمرے میں چائے لے کر آؤ۔" کہتے وہ وہاں سے چلے گئے پری نے اثبات میں سر ہلایا۔

☆☆☆☆

ہارون ریک میں رکھی کتابیں دیکھ رہا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"آ جاؤ۔۔۔" بنا پلٹے اندر آنے کی اجازت دی۔

"بابا آپ کی چائے" ہاتھ میں ٹرے اٹھائے میز تک آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں رکھ دو اور بیٹھو یہاں، مجھے تم سے کچھ اہم بات کرنی ہے۔"

دیوار میں بک ریک تھا جس کے آگے دو کرسیاں اور درمیان میں کافی ٹیبل رکھی ہوئی تھیں۔

ہاورن اور پریشے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔درمیان میں میز پر پڑے چائے کے کپ سے بھاپ اڑ رہی تھی۔

"بیٹا تم میری پہلی اولاد ہو اور مجھے بہت عزیز ہو، میں نے سب سے زیادہ توجہ تمہیں دی ہے۔ تم جب چھوٹی تھی بہت ضدی تھی، لیکن اب میری سب سے سمجھدار بیٹی ہو تم، تم جانتی ہو نا کہ تمہارا باپ تمہارے لئے کبھی غلط فیصلہ نہیں کرے گا۔"پری نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھ پر چار چار بیٹیوں کی ذمہ داری ہے۔میں تم لوگوں کو بوجھ نہیں کہتا، تم لوگ تو میرے لئے خدا کی نعمت ہو لیکن میں اپنی زندگی میں تم سب کے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔اگر آج ایک اچھا رشتہ ٹھکرا دوں تو کل کو کوئی نہیں آئے گا رشتہ لے کر۔"وہ جزباتی ہو گئے۔

"ارسل ایک اچھا لڑکا ہے، گھر کا بچہ ہے۔دیکھا بھالا ہے۔اب تو بہت کامیاب ہو گیا ہے۔ خوش رہو گی اس کے ساتھ۔"

"جی"

"باتوں میں چائے ٹھنڈی ہو گئی" چائے کا کپ تھامتے بولے۔

"میں دوبارہ بنا لاؤں؟" پری اپنی جگہ سے اٹھی۔

"نہیں کوئی بات نہیں، جاؤ بیٹا آرام کر لو"

"جی" پریشے کہتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر کی خاموشی ہے

پھر شور آئے گا

تمہارا صرف وقت آیا ہے

ہمارا دور آئے گا

فون پر سکرالنگ کرتے کرتے اس کی آنکھوں کے آگے ایک ویڈیو آئی، جس میں ایک نوجوان بڑے غرور سے یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ ویڈیو دیکھ کر اس کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ آئی اس نے ویڈیو اپنے سٹیٹس پر لگا دی۔

"آہ!!!! یہ وقت کتنا بے رحم ہوتا ہے کل اس کا وقت تھا۔ آج سے میرا وقت ہے اپنی تذلیل کا بدلہ لینے کا وقت ہے، افسوس اب تم کچھ نہیں کر پاؤ گے۔" خود سے کہتا اب وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"اُف!! میں کتنا ہینڈسم ہوں یار، اگر خاندان کی لڑکیاں مجھے دیکھ لیں تو غش کھا کر گر پڑیں۔"

خود کو نہارتے ہوئے خود کے منہ میاں مٹھو بن گیا۔

"کس کا فون آ گیا اب؟" فون کو گھورتے ہوئے بولا

"آہاں سلام!"

"مبارک ہو بھائی۔۔" فون کان سے لگاتے ہی علی کی شوخ آواز آئی۔

Clubb of Quality Content

"ارے آرام سے کان کے پردے پھٹ جائیں گے میرے ابھی تو شادی ہونی ہے میری۔

"کان سے فون ہٹا کر ایک نظر فون کو دیکھا، جیسے علی اسے نظر آرہا ہو۔

"بھائی میں بہت خوش ہوں تیرے لئے۔"

"میں بھی۔"

"ارسل کیا بات ہے؟ تم مجھے خوش نہیں لگ رہے۔"

"ارے نہیں نہیں، میں بہت خوش ہوں اور پرسوں تو تمہارے سامنے ہی ہوں گا، دیکھ لینا۔" سر کھجاتے ہوئے بولا

"شاویز کچھ خوش نہیں تھا۔ میں نے سلام کیا تو کہتا ہے ارسل کو سمجھا دینا، اگر پری کی آنکھ میں ایک آنسو آئے گا تو وہ ساری زندگی پچھتائے گا۔" علی نے تفشیش سے پوچھا

"ارے! کیوں پریشان ہو رہے ہو سب صحیح ہو جائے گا۔" علی نے اطمینان سے کہا اور فون بند کر دیا

"ہم اب سمجھ آئے گا اسے کہ، ارسل کس بلا کا نام ہے۔"

☆☆☆☆

گھڑی تیزی سے چل رہی تھی نکاح فون پر ہونے کے کچھ دن بعد ارسل پاکستان آگیا۔پانچ سال بعد اپنے گھر آنا،اس کے گھر والوں کے لئے بہت خوشی کی بات تھی۔اس کے گھر والوں نے جب اسے گھر واپس آنے کا کہا اس کا ایک ہی جواب تھا،جب تک پریشے سے اس کی شادی پکی نہیں ہوتی وہ نہیں آئے گا۔پانچ سال بشیر ہارون کے پیچھے تھا لیکن ہارون ہر بار ٹال دیتا اور آخر میں بشیر نے وہ کہا جس کا ہارون کو گمان نہیں تھا،"اگر تم انکار کروگے تو میں تم سے لاتعلقی کا اظہار کردوں گا۔"اور ہارون نے ہاں کردی ارسل نے ساتھ ہی ایک اور شرط رکھی کہ نکاح فون پر ہوگا۔

اور آج وہ دن بھی آگیا جب پریشے سرخ عروسی جوڑا پہنے ارسل کے کمرے میں بیٹھی تھی ،پورا کمرا سرخ پھولوں سے سجایا گیا تھا۔دروازے کا ہینڈل چڑ کی آواز کے ساتھ مڑا اور اگلے لمحے دروازہ کھل گیا۔دروازہ کھلتے ہی ارسل کی نظر سامنے پلنگ پر بیٹھی موم کی گڑیا پر پڑی۔ سرخ رنگ کا لہنگا جس میں سنہرا کام تھا پورے پلنگ پر پھیلا ہوا تھا۔پریشے نے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے ہوئے تھے۔ہاتھوں میں زرا سی لغزش تھی۔سفید رنگ کے چہرے پر

برائیڈل میک اپ اور اس میں شرم کی لہر ارسل کو بہت دلکش لگی تھی۔اتنے سالوں بعد اسے دیکھا، وہ بھی دلہن بنے۔کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے ارسل نے دل میں ہی سوچا اور بوجھل قدموں کے ساتھ چلتا پلنگ کے پاس پہنچ گیا۔

"تکیہ؟"ارسل زرا سا جھکا تو پری نے فوراً سے اپنی آنکھیں میچ لیں۔ارسل نے پاس پڑا ایک تکیہ اٹھایا اور اس کی طرف اشارہ کیا پری کے رخسار پر سرخی پھیل گئی۔

اور اگلے ہی لمحے وہ ہوا جس نے پری کے پورے وجود کو ہلا ڈالا۔ارسل تکیہ اٹھائے صوفے کی طرف گیا اور پھر الماری سے کمفرٹر نکال کر صوفے پر لیٹ گیا۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے، کیا بولے۔کچھ دیر یونہی خاموش لیٹی رہی لیکن نیند نہ آئی۔اپنا لہنگا سنبھالتے وہ پلنگ سے اتری اور ارسل کے سر پر جا کر کھڑی ہوئی۔

"کیا بات ہے آپ ٹھیک ہیں؟؟"دھیمے لہجے میں کہا۔

"تم جا کر سو جاؤ ورنہ میں اپنا ضبط کھو بیٹھوں گا۔"ارسل سختی سے کہتا منہ موڑ گیا۔

"مطلب؟"

"تم بہت حسین ہو لیکن جب جب تمہیں دیکھتا ہوں مجھے وہ یاد آتا ہے۔"ارسل اٹھ کر بیٹھا

"وہ کون؟ آپ کیا کہہ رہے ہیں، میری کچھ سمجھ نہیں آرہا۔"

"تم پاگل ہو ایک بات سمجھ نہیں آتی؟ جاؤ جا کر کپڑے بدلو اور سو جاؤ" ارسل بنا اسے دیکھے کہہ رہا تھا اگر وہ پری کو دیکھ لیتا تو ایسے نہ بول پاتا

"لیکن!!!"

"جاؤ۔۔" پری کچھ کہتی ارسل نے چیخ کر بولا تو وہ ڈر کر پیچھے ہو گئی اور آنکھوں میں آنسو تیر نے لگے۔ وہ الماری کی طرف گئی جہاں ایک ہی نائٹ سوٹ تھا وہ لے کر واش روم گئی کپڑے تبدیل کر کے اپنا چہرہ اچھی طرح دھویا۔ زیور اتار کر وہیں پھینکے اور آ کر لیٹ گئی۔

"تو کیا ایسی ہوتی ہے شادی کی پہلی رات۔" ایک بار پھر آنسو بہنے لگے، صوفے پر ارسل چت لیٹا چھت کو گھور رہا تھا۔

☆☆☆☆

فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ پری بستر سے اٹھی اور ایک نگاہ اوندھے منہ بے خبر پڑے ارسل پر ڈالی، اور وضو کر کے واش روم سے باہر نکلی، تو ادھر ادھر متلاشی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"جائے نماز کہاں سے لاؤں اب؟ ہاں بیگ سے نکال لیتی ہوں۔ دیوار کے ساتھ دو بڑے بڑے سوٹ کیس پڑے تھے، جس میں پری کی ضرورت کی چیزیں اور کپڑے وغیرہ تھے۔

ایک سوٹ کیس گھسیٹ کر بیڈ تک لائی، لیکن اسے اٹھا کر بیڈ پر رکھنے کی ہمت نہیں تھی۔ سوٹ کیس بھاری تھا اور وہ نازک سی لڑکی تھی۔ نماز کے قضا ہونے کے ڈر سے اس نے سوچا ارسل کی مدد لے لے، لیکن رات والا رویہ یاد آگیا۔ خود کی کوشش کر کے سوٹ کیس اٹھانا چاہا تو وہ اس کے ہاتھ سے گر کر سیدھا اس کے پیر پر جا لگا۔

"آہہہ!!!" درد سے اس کی چیخ نکل گئی۔

"کیا کر رہی ہو پری؟" ارسل کی اچانک آنکھ کھل گئی۔ بیڈ کے پاس پری اپنا پاؤں پکڑے منہ پر ہاتھ رکھے بے آواز رو رہی تھی۔

"یہ کیا چوٹ لگوا دی خود کو۔" ارسل ایک لمحے کو فکر مند ہو گیا۔ سائیڈ ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ایڈ نکالی اور اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں موٹے موٹے آنسو تھے۔

"بس کرو اب۔ ساری نیند خراب کر دی میری۔ اس وقت کیا کام پڑ گیا تھا اس سے؟ پورا خاندان ہی پاگل ہے۔" خود کو کمپوز کرتے پھر سے سخت لہجے میں بولا اور فرسٹ ایڈ وہیں رکھ

کر کمرے سے ہی باہر نکل گیا۔کچھ پل رونے کے بعد اس نے ہمت کی اور اٹھ کر اپنی چادر بچھا کر بیٹھ کر نماز ادا کی۔پاؤں کافی حد تک سوجھ گیا تھا لیکن اسے اس درد کی نہیں بلکہ اس درد کی تکلیف ہو رہی تھی،جو اس کے دل میں تھا ارسل کا رویہ۔۔

☆☆☆☆

موسم اچھا تھا آج دھوپ نکلی ہوئی تھی۔حویلی میں ولیمہ کی تیاریاں چل رہی تھیں۔ارسل کمرے میں واپس نہیں آیا تھا۔پریشے کے پاس چند لڑکیاں آئی تھیں۔اسے تیار کر کے نیچے لے جانے کیوں کہ پریشے کے گھر والے ناشتہ لے کر آئے تھے،لیکن اس سے چلا نہیں جا رہا تھا۔اس کی جیٹھانی اسے سہارا دے کر نیچے ہال تک لے کر آئی،جہاں سب اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"آپی کیا ہوا آپ کو؟؟"سدرا نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما۔

"وہ موچ آگئی ہے ہلکی سی۔"

"کیسے؟؟"فوزیہ نے فکر مندی سے پوچھا

Clubb of Quality Content

"کچھ نہیں امی! ہلکی سی چوٹ ہے، ٹھیک ہو جائے گی۔" پریشے اپنی ماں کے پاس آ کر بیٹھ گئی
۔

"بابا اور چاچو کہاں ہیں؟" وہ مردوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں

"پری؟" سبرینا نے آہستگی سے پکارا

"جی چچی؟

"تم ٹھیک ہو نا!!!" وہ پریشان ہوئیں۔

"جی میں ٹھیک ہوں، مجھے کیا ہونا ہے۔" پری نے چہرے پر فوراً مسکراہٹ سجالی۔

"ارسل ٹھیک ہے نا تمہارے ساتھ؟؟" سبرینا نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"ج۔جی وہ بہت اچھے ہیں۔"

"پتہ نہیں کیوں؟ لیکن تمہارا چہرہ مرجھایا ہوا لگ رہا ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے، پاؤں کے درد کی وجہ سے آپ کو ایسا لگ رہا ہو گا۔" سبرینا مطمئن نہ ہوئی، لیکن اثبات میں سر ہلایا۔

"ناشتا لگ گیا ہے، آجائیں سب۔" شازیہ نے کہا اور سب ناشتے کی میز پر چلے گے

☆☆☆☆

ناشتے کے بعد سب چلے گئے۔ پریشے کمرے میں آئی تو شاویز ڈاکٹر کو لے کر آیا۔ ارسل صوفے پر بیٹھا موبائل استعمال کر رہا تھا پری پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی۔

"پری؟"

"چاچو۔" پری مسکراتے ہوئے ان کے گلے لگ گئ۔

"یہ میرا دوست ہے، ڈاکٹر ہے یہ تمہارا پاؤں دیکھے گا۔ سبرینا نے بتایا تمہیں چوٹ لگی ہے۔" شاویز نے ایک نگاہ ارسل پر ڈالی۔

"ہلکی سی موچ ہے، آپ لوگ ویسے ہی پریشان ہو رہیں ہیں۔" ارسل اب شاویز کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

"اگر معمولی زخم کا علاج وقت پر نہ ہو تو پورے جسم میں پھیل کر بڑا مسئلہ بنا دیتا ہے۔" شاویز نے طنزیہ کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ارے شاویز! فکر کیوں کر رہے ہو۔اب پری میری ذمہ داری ہے اور مجھے ذمہ داری اٹھانی آتی ہے۔"ارسل نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے۔

"اس لئے اب تک اس کے پاؤں پر پٹی نہیں ہوئی؟؟"شاویز نے اپنے غصے کو ضبط کیا۔

"اتنا بڑا زخم نہیں ہے یہ،وہ تو بس تم لوگوں نے اسے اتنا نازک رکھا ہوا ہے کہ زرا سا لگ جائے تو وہ بھی بہت لگتا ہے تم لوگوں کو۔"ارسل نے پری پر نگاہ ڈالی۔

"تم!!!"

"چاچو!!میں بلکل ٹھیک ہوں آپ پلیز فکر نہ کریں۔"اس سے پہلے شاویز کچھ کہتا پری نے اسے روک دیا۔

وہ غصے میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ڈاکٹر بھی اس کے پیچھے باہر نکل گیا۔

"آپ کو کیا ہوا ہے ارسل ؟آپ ایسے تو نہ تھے"پری رو دینے کو تھی

"یہ بات تم اپنے چاچو سے پوچھو اور ہاں اپنے پاؤں پر یہ کریم لگا لینا۔"جیب سے کریم نکال کر بیڈ پر رکھ دی اور وہاں سے چلا گیا۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆

دن گزرتے گئے، لیکن ارسل کا رویہ نہ بدلا۔پریشے اس سے کوئی بات کرنے کی کوشش کرتی تو وہ اسے نظرانداز کر دیتا یا برا بھلا کہہ دیتا۔اس پر اگر وہ روتی تو اسے ڈرامے باز کہہ دیتا۔پریشے اس کا سارا کام خود کرتی تھی۔اس کے کپڑے اپنے ہاتھوں سے دھوتی کیوں کہ اسے مشین میں دھلے کپڑے پسند نہیں تھے،اس لئے ارسل کی بھابھیوں نے یہ جتانا شروع کر دیا کہ شادی کے بعد بھی انہیں ارسل کا کام کرنا پڑتا ہے۔ارسل سارا دن گھر نہیں آتا تھا ۔رات دیر تک جب وہ آتا تو پریشے جاگ رہی ہوتی تھی وہ اس کے لئے کھانا گرم کرتی لیکن ارسل اس میں بھی کوئی نہ کوئی کمی نکال لیتا تھا۔شادی کو ایک مہینہ ہو گیا تھا۔رات کے دو بج رہے تھے،پوری حویلی میں سناٹا تھا۔جنوری کا مہینہ تھا اس لئے بارش بہت تیز تھی۔پری اپنے کمرے میں ہیٹر چلائے بیٹھی تھی،اس لئے اسے باہر کی سردی کا احساس نہیں ہوا۔

"اللہ خیر۔۔"ہوا کے تیز جھونکے سے کھڑکی کا پردہ ہٹا۔پری اٹھ کر کھڑکی کے پاس گئی۔

کھڑکی بند کرتے ہوئے ایک دم آسمان میں روشنی ہو گئی اور ساتھ ہی کمرے میں اندھیرا ہو گیا

۔

"یہ لائٹ کو کیا ہو گیا؟" پری ایک ایک قدم آرام سے رکھتے ہوئے ٹیبل تک آئی، اپنا فون اٹھایا اور فون کی ٹارچ آن کی۔

"ارسل کہاں رہ گئے؟؟" موبائل پر ٹائم دیکھ کر اسے پریشانی لاحق ہو گئی۔

"کال کر کے پوچھتی ہوں۔" پری نے ارسل کا نمبر ملایا لیکن ارسل نے فون نہیں اٹھایا۔ پری کو اب ڈر لگ رہا تھا۔

"کیا کروں اس وقت تو سب سو رہے ہوں گے۔" پری اب دروازے کے پاس آئی، دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا۔ وہ باہر نکلی، باہر پورا صحن اندھیرے میں نہایا ہوا تھا۔ باہر نکلتے پری کو سردی کا احساس ہوا تو وہ فوراً اندر جانے کے لیے مڑی لیکن ہوا کی وجہ سے دروازہ بند ہو گیا۔

"اُفف!! کیا کروں گی اب؟ چابی بھی ارسل کے پاس ہے۔" ٹھنڈ، تیز بارش کی آواز، اندھیرا، بجلی کی گرج چمک۔ یہ سب پری کو خوف زدہ کر رہے تھے اور اس نے آج صبح سے کچھ کھایا ہوا بھی نہیں تھا۔ اب وہ بھیگنے لگی تھی، اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔ اپنے دوپٹے سے خود کو ڈھانپنے کی کوشش کی۔

"ارسل فون اٹھاؤ پلیز!!"اس نے کانپتے ہاتھوں سے ایک بار پھر ارسل کا نمبر ڈائل کیا لیکن بے سود۔وہ وہیں دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔اگر اس وقت کسی کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتی تو سب کی نیند خراب ہو جاتی۔اپنے دونوں گھٹنوں کو آپس میں جوڑے، دونوں ہاتھ اس پر ٹکائے وہ بری طرح کانپ رہی تھی اس کے ہونٹ نیلے ہونے لگ گئے اور کب اس کی آنکھیں بند ہوئیں،اسے پتہ ہی نہ چلا۔

☆☆☆☆

"آہ!آج تو بارش بہت زور سے برس رہی ہے۔"

"ہاں!اس لئے کہہ رہا تھا میرے گھر ہی رک جا۔"

"نہیں یار بہت دیر ہو گئی ہے،چل کل ملتے ہیں۔بائے!"ارسل اپنے دوست کو الوداعی کلمات کہتا اس کی گاڑی سے باہر نکلا۔چھاتا ٹھیک سے پکڑا،اس نے جیکٹ پہن رکھی تھی لیکن سردی کا احساس پھر بھی ہو رہا تھا۔مین گیٹ تک پہنچ کر موبائل جیب سے نکالا چھاتا بند کیا۔

"یہ کیوں کال رہی تھی؟؟"پریشے کی پندرہ مسکالز آئی ہوئی تھیں،ارسل نے انہیں نظر انداز کیا اور ٹارچ آن کر کے داخلی گیٹ کھولا۔ایک ہاتھ سے موبائل پکڑے دوسرے ہاتھ

سے چھاتا تھامے وہ سیدھا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔سیڑھیاں عبور کرتے جیسے ہی اس نے ٹارچ اپنے کمرے کے دروازے پر ڈالی اس کی سانس اٹک گئی۔

"پری!!!"وہ زور سے چلایا پری فرش پر مکمل بھیگی بے ہوش پڑی تھی،بے جان ارسل کے ہاتھ سے چھاتا گر گیا۔وہ بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔اس کا بے جان وجود اپنے ہاتھوں میں تھاما

۔

"پری آنکھیں کھولو۔"وہ اس کے چہرے کو تھپتھپا رہا تھا۔لیکن پری کا پورا جسم ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔اس نے اپنا کوٹ نکال کر پری کو پہنایا اور اپنے بھائی کو آواز دی۔ارسل کے شور سے پورا گھر جاگ اٹھا۔ارسل پریشے کو اٹھاتا گاڑی تک لایا اور ہسپتال کی طرف گاڑی کا رخ کیا۔

"تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"ارسل کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

☆☆☆

رات آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی،لیکن کالے بادل اب بھی آسمان میں منڈلا رہے تھے۔دور کہیں فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں۔سردی ایسی کہ انسان کا پورا جسم ایک منٹ میں برف بن جائے۔اس وقت پورا خاندان ہسپتال میں موجود تھا پریشے۔انتہائی نگہداشت یونٹ میں

داخل تھی لیکن اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ، سردی کی بارش میں بھیگنے کے بعد جسم خشک کر کے ہیٹر یا آگ سے گرم کرنے کا انتظام نہیں کیا جائے تو جسم کا درجہ حرارت 35 ڈگری سے کم ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جس سے ہائپو تھرمیا ہو سکتا ہے۔ سردی کے اثرات اگر شدت اختیار کر جائیں تو ہارٹ اٹیک یا گردے فیل ہونے کے خطرات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

ہائپو تھرمیا کی ابتدائی علامات میں شدید کپکپاہٹ طاری ہوتی ہے، جس کے بعد تھکاوٹ، سانس لینے میں دقت، چلنے پھرنے میں مشکلات، بات کرنے میں دشواری، غشی طاری ہونا اور الجھن کا شکار ہونا جیسی علامات ظاہر ہوتی ہیں جس کے بعد ہائپو تھرمیا کا شکار انسان بے ہوشی کا شکار ہو جاتا ہے۔

ہائپو تھرمیا سے بچاؤ کے لیے سب سے اہم جسم کے درجہ حرارت کو نارمل یعنی 37 ڈگری سینٹی گریڈ رکھنا ہوتا ہے اور ساتھ ہی کوشش کریں کہ گیلے کپڑوں کو اتار کر فوراً خشک اور گرم کپڑے پہنیں۔ متاثرہ شخص کو گرم رکھنے کے لیے کمبل یا لحاف اوڑھا دیں۔

Clubb of Quality Content!

"لیکن افسوس مسٹر ارسل! آپ کی بیوی مسلسل دو گھنٹے اس حالت میں رہی ہیں ہم نے ان کا بخار کنٹرول کر لیا ہے لیکن۔۔۔"

"لیکن کیا ڈاکٹر صاحب؟"

"لیکن آپ کی بیوی کا دماغ ہمیں اچھا رسپونس نہیں دے رہا۔ایسا لگتا ہے کہ وہ سروائیو نہیں کرنا چاہتیں۔مزید چوبیس گھنٹے میں ان کا ہوش میں آنا بہت ضروری ہے"ڈاکٹر کی باتیں سن کر ارسل کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔وہ وہیں بینچ پر بیٹھ گیا اس کا دل پھٹ رہا تھا۔وہ چیخنا چاہتا تھا رونا چاہتا تھا۔

"اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں جی نہیں پاؤں گا۔پلیز! مجھے معاف کر دو پری بس ایک بار میں،ساری زندگی تمہیں کوئی تکلیف دینے کا سوچوں گا بھی نہیں"وہ کمرے کے باہر بیٹھا بے آواز رو رہا تھا اور اس کی محبت کمرے کے اندر مختلف آلات میں لپٹی تھی۔

"کہاں ہے میری بیٹی؟ کیا ہوا اسے؟؟"پری کے ماں باپ اور شاویز بھی وہاں پر پہنچ چکے تھے۔فوزیہ بیگم زارو قطار رو رہی تھیں۔شاویز چبھتی نظروں سے ارسل کو ہی دیکھ رہا تھا جو کسی سے نظریں نہیں ملا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"فوزیہ ہمت کرو۔سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"شازیہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔

"یااللہ! میری پری کو اپنے حفظ وامان میں رکھ۔"

"لیکن یہ سب ہوا کیسے؟؟"ہارون نے بشیر سے کہا۔

"دروازہ لاک ہو گیا تھا اور پری باہر تھی۔اس نے کسی کو نہیں جگایا۔جب ارسل آیا تو وہ دروازے میں بیہوش پڑی تھی۔"

"تو کیا دروازے کا لاک تب سے ٹھیک ہی نہیں کروایا؟"ہارون کی آواز میں غصہ تھا۔

ارسل کو یاد آیا کہ پری نے اسے کئی بار کہا ہے دروازے کا لاک خراب ہے،اور وہ یہ بھی کہہ چکی تھی کہ دروازے کے آگے چھتی ڈال دیں۔کیوں کہ بارش کی چھینٹے اندر آجاتی ہیں۔ لیکن ارسل نے اس کی باتوں کو نظرانداز کر دیا ارسل وہاں سے اٹھا اور سیدھا مسجد چلا گیا۔

☆☆☆☆

"تو رحیم ہے،معاف کرنے والا ہے۔مجھے معاف کر دے میں۔نے اپنی بیوی کا حق ادا نہ کیا نا ہی اسے وہ محبت اور عزت دی جس کی وہ حقدار ہے۔بس ایک بار تو اسے نئی زندگی بخش دے!!!ایک بار میں وعدہ کرتا ہوں میں کبھی اس کی حق تلفی نہیں کروں گا۔"مسجد میں

بیٹھا وہ شخص آج اپنے رب سے رو رو کر اپنی بیوی کی صحت یابی کی دعا کر رہا تھا جس نے اسے اس حال تک پہنچایا تھا۔

"اللہ میں نفرت میں بہت آگے نکل گیا تھا، اس میں اس کی تو کوئی غلطی ہی نہ تھی اس کے بنا نہیں جی سکتا اللہ پلیز!" گرم نمکین پانی اس کی آنکھوں سے ہوتا اس کے گالوں پر بہنے لگا تھا۔

آج وہ شرمندہ تھا، رنج میں مبتلا تھا۔ بہت سی ملی جلی کیفیات سے گزر رہا تھا لیکن وہ صرف ایک بات جانتا تھا اگر پری کو کچھ ہوا تو زندہ وہ خود بھی نہیں رہ پائے گا۔

✧✧✧✧✧

دن گزر چکا تھا لیکن پری کو ہوش نہیں آیا تھا۔ ارسل، شاویز اور سبرینا ہسپتال میں تھے۔ فوزیہ کا بلڈ پریشر لو ہو گیا تھا، اس لئے ہارون اسے لے کر گھر جا چکا تھا۔ شاویز دوائی لینے گیا تھا جب ارسل نے ڈاکٹر سے ضد کی کہ وہ پری سے ملنا چاہتا ہے۔

"آپ مل سکتے ہیں لیکن دھیان رہے مریض کو زیادہ ڈسٹرب نہیں کیجئے گا۔"

"شکریہ!" وہ بھاگتا ہوا کمرے کے اندر چلا گیا۔ سامنے سٹریچر پر مشینوں سے جکڑا بے جان وجود پڑا تھا۔ کمرے میں لال رنگ کی ہلکی سی بتی جل رہی تھی۔ خاموشی میں مشین کی بپ بپ کی آواز گونج رہی تھی۔ بوجھل قدموں کے ساتھ وہ چلتا ہوا پری کے پاس آگیا۔

"ناراض ہو؟ مجھے سزا دے رہی ہو؟ اچھا اب اپنے شوہر کو معاف کردو پلیز!" زخمی دل کے ساتھ وہ اس کا نازک ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھام کر سٹول پر بیٹھا۔

"پتہ ہے پری تم اتنی حسین ہو کہ میں جب تمہیں دیکھتا ہوں، پوری دینا بھول جاتا ہوں۔ بس ایک بار، صرف ایک بار آنکھیں کھولو، تم مجھے جو چاہے سزا دے دینا، بس یوں خاموش نہ رہو پلیز!" اس کی آنکھوں میں التجا تھی آنکھیں ایک بار پھر سرخ ہو رہی تھی

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ کس نے اندر آنے دیا تمہیں؟" شاویز ایک دم اندر آیا اور ارسل پر برس پڑا۔

"نکلو یہاں سے فورا" شاویز چلایا۔

"شاویز یہ کیا کر رہے ہو؟ پری کے پاس اتنا شور ٹھیک نہیں۔"

"پہلے اسے اس حال میں لے کر آئے اور اب یہ دکھاوا"

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں پر؟ آپ دونوں باہر جائیں، نکلیں۔" ڈاکٹر نے آکر دونوں کو جھڑک دیا

شاویز نے ارسل کو گھورا اور کمرے سے باہر نکل گیا ارسل بھی معذرت کرتا باہر چلا گیا۔

☆☆☆☆

آج پری کو ہوش میں آئے دو دن ہو گئے تھے، لیکن ارسل اب تک اس سے نہیں ملا تھا۔ نا ہی پری نے کسی سے اس کے بارے میں پوچھا تھا۔ ڈاکٹر نے ایک ہفتہ مزید ہسپتال میں رہنے کو کہا تھا لیکن اس نے ضد کی کہ اسے گھر جانا ہے۔ ڈاکٹر نے مکمل بیڈ ریسٹ کی ہدایت اور کچھ دوائیاں دے کر جانے کی اجازت دے دی۔

"چلو پری گھر چلیں۔" ارسل کی بھابھی نے اس کا سامان باندھا۔ سبرینا اور شاویز وہیں موجود تھے

"پری ہمارے ساتھ لاہور جائے گی۔۔" شاویز نے دوٹوک کہا

"ارے پریشان نہ ہو، وہ اب ٹھیک ہے۔ ہم اس کا اچھی طرح دھیان رکھیں گے۔" انہوں نے اطمینان دلانے کی کوشش کی۔

"بھابھی! میں ماما کے پاس جانا چاہتی ہوں پلیز!" پری نے التجا کی۔

"مگر تم اتنا سفر نہیں کر سکتی پری اور ارسل پارکنگ میں ہمارا انتظار کر رہا ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں ہم یہاں ہی ہیں لاہور نہیں جا رہے۔ بھائی نے چاچا چچی سے بات کر لی ہے"

"چلو جیسی تم لوگوں کی مرضی۔"

☆☆☆☆

"بھابھی آپ اکیلے؟ پری کہاں ہے؟" گاڑی سے ٹیک لگائے وہ انتظار کر رہا تھا جب اس کی بھابھی اکیلی باہر آئیں

"وہ شاویز کے ساتھ جا رہی ہے۔"

"مگر وہ اتنا سفر کیسے کرے گی؟؟" ارسل پریشان ہوا

"نہیں وہ اپنے یہاں والے گھر میں رہیں گے۔" ارسل کے ماتھے پر بل پڑ گئے اس نے زور سے گاڑی پر ایک مکا رسید کیا۔

☆☆☆☆

سبرینا اور شاویز پری کے ساتھ اپنے قصبے والے گھر میں رک گئے تھے اور باقی سب لاہور جا چکے تھے۔ سبرینا پری کا مکمل خیال رکھتی تھی اور اب اس کی حالت بہتر ہو رہی تھی۔ ارسل نے کئی بار کال کی لیکن پری نے اس کا ایک بار فون نہیں اٹھایا۔

"پری!" اپنے کمرے میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی جب سبرینا آئی۔

"جی چچی؟"

"کچھ بات کرنی ہے۔"

"جی جی بولیں۔" پری نے کتاب بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی اور سبرینا کی طرف دیکھا۔

"ارسل کا رویہ تمہارے ساتھ اچھا نہیں ہے نا؟؟" وہ پری کے سامنے بیٹھی، پری نے نظر چرائی

"مجھ سے کچھ مت چھپاؤ میں وہ جانتی ہوں جو تم نہیں جانتی۔"

"کیا مطلب؟؟" پری کو تعجب ہوا۔

"مطلب یہ کہ شاویز کی وجہ سے وہ یہ سب کر رہا ہے تمہارے ساتھ۔"اور پھر سبرینا نے پری کو ساری بات بتادی

"یہی وجہ ہے کہ وہ تمہیں اذیت دے کر شاویز سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔ مرد کو اپنی تذلیل نہیں بھولتی اور وہ ہمیشہ اپنی توہین کا بدلہ لیتا ہے"پری کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"مگر چچی میرا کیا قصور ہے ان سب میں؟"اس کی آواز رندھ گئی۔

"رو نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ ہمم"سبرینا نے اسے گلے لگا کر تسلی دی۔

☆☆☆☆

دو ہفتے بعد شازیہ اور بشیر خود پری کو لینے آئے اور شازیہ نے کافی جلی کٹی سنائی تھیں۔

"میرا بیٹا پرسوں جا رہا ہے،اب اس کی بیوی کو گھر آ جانا چاہیے۔"

"آپ کی بات ٹھیک ہے چچی،آپ لے جائیں پری کو۔"ہارون نے خوشی سے جانے کی اجازت دی

"سبرینا بیٹی! جاؤ پری کا سامان پیک کر دو۔"

"جی" سبرینا نے پری کو تیار کیا اور وہ ان کے ساتھ چلی گئی، باقی سب بھی لاہور واپس جا چکے تھے

☆☆☆☆

پورا دن ارسل کمرے میں جانے کی ہمت جٹاتا رہا لیکن نہ جا پایا رات ہوئی اور اب تو جانا ہی تھا۔اس نے آہستگی سے کمرے کا ہینڈل گھمایا جو اس نے کچھ دن پہلے ہی ٹھیک کروادیا تھا اور کمرے کے اوپر چھتی بھی ڈال دی تھی۔کمرے کا دروازہ کھلا تو سامنے بیڈ پر پری لیٹی ہوئی تھی۔وہ کافی کمزور ہو گئی تھی۔آنکھوں کے نیچے ہلکے تھے۔ارسل کو اس پر بہت رحم آیا۔اس کی نظر پری سے ہوتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر گئی جہاں دودھ کا گلاس اور دوا ایسے ہی رکھی تھی پھر اس نے گھڑی دیکھی جو رات کے گیارہ بجا رہی تھی۔ارسل نے نفی میں سر ہلایا اور اس کے پاس آیا۔

"یہ کیا ہے دوا نہیں کھائی نا دودھ پیا ابھی تک ؟"اس کے لہجے میں فکر مندی تھی پری نے کوئی جواب نا دیا۔

"یہ لو جلدی سے کھاؤ۔"اس نے دودھ کا گلاس اور دوا اس کے سامنے کی۔

"جب دل کرے گا کھالوں گی۔"روکھا سا انداز تھا اس کا۔

"دس بجے کا ٹائم تھا ان میڈیسن کا اور اب دیکھو کیا ٹائم ہو رہا ہے۔"اس نے گھڑی کی طرف دیکھا

"یہاں پر کوئی نہیں ہے ارسل !اس لئے آپ کو اچھا شوہر بننے کا ڈراما کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

"ناراض ہو، میں جانتا ہوں میں نے جو کچھ بھی کیا وہ بہت غلط تھا لیکن معاف کر دو پلیز"وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا اور کان پکڑے۔

"معاف آپ نے مجھے کس بات کی سزا دی ہے ارسل ؟اس بات کی جس کا مجھے علم تک نہیں تھا"اس کی آواز اونچی ہو گئی۔

"کون سی بات "اس نے ابرو اچکائے۔

"آپ کے اور چاچو کے درمیان جو لڑائی ہوئی بتائیں اس میں میرا کیا قصور تھا؟"اس نے اپنے بال کانوں کے پیچھے اڑسے۔

"نہیں تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی، لیکن میں پتہ نہیں کیوں۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا اس بات کا احساس ہی نہیں ہوا کہ میں غلط کر رہا ہوں۔" وہ شرمندہ تھا۔

"مجھے امید دلائی اور پھر چھوڑ کر چلے گئے، میں نے اسے اپنا بچپنہ سمجھا اور آگے بڑھ گئی لیکن پھر آپ کہیں سے آ گئے اور بابا نے بنا میری مرضی جانے حکم دے دیا کہ میری شادی آپ سے ہو گی۔ میں پھر بھی کچھ نہ بولی لیکن شادی کی پہلی رات جب ایک لڑکی اپنا سب کچھ چھوڑ کر آتی ہے، بہت سی امیدوں اور خوابوں کے ساتھ تب آپ نے میرے ساتھ کیا کیا ہاں ؟؟" اس کی آواز رندھ گئی۔

"میں شرمندہ ہوں۔"

"آپ کے شرمندہ ہونے سے کیا ہوتا ہے ہاں؟ آپ کل واپس جائیں اور کوشش کریں واپس پاکستان نہ آئیں۔۔" اس نے اپنے آنسو پونچھے۔

"معاف کر دو"

"میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی، مجھے اپنے باپ کی عزت کا پاس رکھنا ہے۔ نہیں تو میں کب کا آپ کو اور اس گھر کو چھوڑ کر جا چکی ہوتی۔"

"ایسے نا کہو پری!" ارسل کی آنکھوں میں التجا تھی۔

"مجھے نیند آ رہی ہے، آپ بھی سو جائیں۔ صبح فلائٹ ہے آپ کی۔"

"پری میری بات تو سنو! ایک موقع دے دو بس ایک۔" پری نے کمبل سیدھا کیا اور سائیڈ لیمپ بند کر کے لیٹ گئی ارسل یونہی بت بنا بیٹھا رہا۔

حال

"اور پھر وہ چلا گیا واپس۔" پریشے اب تقریباً نیند میں بول رہی تھی عالیہ ہاتھ ٹھوری کے نیچے ٹکائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ماضی پر گرد پھر سے پڑ رہی تھی۔ یادیں دھندلی ہو رہی تھیں۔ ایک لمحے کو کمرے میں سکوت چھا گیا اس خاموشی مین بس گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی جواب تین بجا رہی تھی عالیہ نے موبائل دیکھا جہاں اب بھی ارسل کی کال چل رہی تھی اس نے فون کاٹ دیا اور پھر بولی۔

"اور اب وہ واپس آنا چاہتے ہیں بھابھی! آپ کا دکھ بہت بڑا ہے۔ بھائی نے بہت زیادتی کی ہے آپ کے ساتھ، لیکن چار سال سے آپ انہیں سزا دے رہی ہیں۔ انہیں ہی نہیں آپ

اپنے آپ کو بھی سزا دے رہی ہیں۔اب بس کر دیں پلیز! انہیں معاف کر دیں۔" کمرے کی خاموشی کو عالیہ نے توڑا۔

"سو جاؤ بہت دیر ہو گئی ہے۔" پری نے اپنے درمیان سے ایلبم اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی

"مجھے یہاں بھائی نے ہی بھیجا ہے۔" عالیہ نے دھماکہ کیا۔

"میں ایک کاؤنسلر ہوں اور جب بھائی نے مجھے یہ سب بتایا تو انہیں میں نے یہ امید دلائی کہ میں ضرور آپ کو سنوں گی اور آپ کو سمجھاؤں گی یہی وجہ ہے پاکستان آنے کی" عالیہ خلا میں دیکھ رہی تھی۔"انسان خطاؤں کا پتلہ ہوتا ہے بھابھی! ہر شخص زندگی میں ایک ایسی غلطی ضرور کرتا ہے جس کا پچھتاوا انسان کو ساری زندگی رہتا ہے۔وہ رحمان ہے جس کی صفت ہے معاف کرنا، اگر اس نے اپنی اشرف المخلوقات کو یہ صفت دی ہے تو آپ کو نہیں لگتا اس کا احسان ہے یہ اور ہمیں اس صفت کا استعمال کر کے اس کے نیک بندوں میں شامل ہو جانا چاہیے۔"

"اس سب میں میرا جرم کیا ہے؟"

"جرم کسی کا نہیں ہے بھابھی! بس وقت اور انا کا کھیل ہے سب۔" عالیہ سمجھا رہی تھی پری کو شرمندگی ہوئی۔

"آپ کے دل پر ایک بوجھ تھا جو آج آپ نے مجھ سے بانٹا ہے۔اب آپ انہیں معاف کرنے کے لئے تیار ہیں۔ایک نئی زندگی آپ کی منتظر ہے،بس انہیں ایک میسج کر دیں کہ وہ واپس آجائیں۔" عالیہ نے فون اس کے ہاتھ میں تھما دیا اور خود باتھروم میں گھس گئی۔

☆☆☆☆

سیاہ رات تھی اور اس کے ساتھ اس شخص کو اپنا دل بھی سیاہ محسوس ہو رہا تھا۔فون بند ہو گیا تھا۔وہ وہیں کرسی پر بیٹھا تھا۔نیند تو اس سے دور ہو چکی تھی۔ماضی میں کی جانے والی غلطیاں اسے رہ رہ کر یاد آ رہی تھیں۔آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں کہ ایک لمحے میں اس کے پاس پھیلی تاریکی میں ہلکی سی روشنی بکھر گئی،ایک ایسی روشنی جس نے نہ صرف اس کے آس پاس کے اندھیرے کو ختم کیا تھا بلکہ اس کے دل کی تاریکی کو بھی مٹا دیا تھا اس کے لبوں پر جان دار مسکراہٹ آ گئی جب اس نے موبائل پر وہ میسج دیکھا۔

"الحمدللہ بے شک تو بڑا مہربان ہے۔" اس نے اپنا منہ اوپر کر کے جھکتے ہوئے کہا

"کیا ہو گیا ہے؟ایک تو اتنا اندھیرا کیا ہوا، اوپر سے چیخ رہے ہو۔" کمرے سے نائٹ سوٹ میں ملبوس نیند سے بوجھل آنکھیں لئے یاسر باہر آیا۔

"یاسر!!! یاسر" ارسل نے بھاگ کر اسے گلے لگایا

"کیا ہو گیا ہے پاگل ہو گئے ہو کیا؟" اسے اپنے سے الگ کرتے ہوئے کہا۔

"پری کا میسج آیا ہے تو ایک کام کر میری ٹکٹ بک کروا کل صبح کی میں ایک دن اور اسے دیکھے بنا نہیں رہ سکتا۔" ارسل کی کنچی آنکھیں پرامید تھیں۔

"شکر ہے تیرا یہ مسئلہ ختم ہوا لیکن اب جا سو جا صبح دیکھتے ہیں۔" یاسر نے مفید مشورہ دیا

"ہائے! اب نیند کس کمبخت کو آنی ہے" ارسل نے آہ بھری

"چل باہر چلتے ہیں۔۔" ارسل نے اسے بازو سے تھام کر کھینچا

"اس وقت رات کا ایک بج رہا ہے۔" یاسر نے گھڑی پر نگاہ ڈالی

"تو کیا ہوا میں گاڑی نکال رہا ہوں تو جلدی سے کپڑے بدل کر آجا۔" اسے کہتا وہ بھاگ کر فلیٹ سے باہر نکل گیا۔

"اف اللہ! میرے دوست کی مسکراہٹ کو برقرار رکھ۔" یاسر کے دل سے دعا نکلی اور اسی کے ساتھ وہ کپڑے تبدیل کرنے چلا گیا۔

☆☆☆☆

صبح بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ آج پری نے فجر کی نماز ادا کی، اس نے رات کو ارسل کو ایک میسج کیا تھا کہ آپ گھر لوٹ آئیں۔ عالیہ کے لئے دل سے بہت دعائیں نکلیں۔ نماز پڑھ کر وہ کچن میں آئی اور ناشتے کی تیاری کرنے لگ گئی۔ اس کے چہرے پر مسکان دیکھ کر اس کی بھابھی کو تعجب ہوا۔

"کیا ہوا پری؟ بہت خوش لگ رہی ہو۔" چائے میں دودھ ڈالتے ہوئے انہوں نے اسے دیکھا

"جی بھابھی! نہیں ایسی کوئی بات نہیں بس ویسے ہی۔" پری نے خود کو کمپوز کیا

"گھر تو نہیں جا رہی؟ اتنی خوشی تو تب ہی ہوتی ہو تم جب گھر جاتی ہو۔" انہوں نے طنزیہ کہا

"نہیں بھابھی میں کہیں نہیں جا رہی، بس میرا دل کر رہا ہے کہ میں مسکراؤں تو مسکرا رہی ہوں۔" اس نے جلے کٹے انداز میں کہا اور انڈا پھینٹ کر توے پر ڈالا

"بدلحاظ لڑکی "انہوں نے ناک منہ چڑھایا لیکن پری نے نظر انداز کر دیا اور اپنے کام میں لگ گئی

☆☆☆☆

سب ہال میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے جب دروازے پر دستک ہوئی، بلال پری کا چھوٹا دیور دروازہ کھولنے چلا گیا۔

"بھائی!!!" وہ زور سے چلایا تو سب نے پلٹ کر راہداری کی طرف دیکھا جہاں سے وہ اندر داخل ہو رہا تھا۔ براؤن ٹی شرٹ، سیاہ جینز، سیاہ بوٹ۔ایک ہاتھ سے کندھے پر لٹکے بیگ کو پکڑا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا گفٹ بیگ تھا۔

Clubb of Quality Content

"میرا بچہ!!" شازیہ دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اس کا ماتھا چوما۔

"میری پیاری امی!" وہ بھی لاڈ سے ان کے گلے لگ گیا، پری نے اپنے آپ کو کسی کی نظروں کے حصار میں پایا لیکن ہمت نہ ہوئی اسے دیکھنے کی۔

"ماں سے اتنا دور رہتا ہے، کتنا دبلا پتلا ہو گیا ہے۔" انہوں نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھاما

"برخودار ماں کے علاوہ بھی کسی سے مل لو۔"بشیر نے بانہیں پھیلائی تو وہ ان کے گلے لگ گیا۔لیکن مسلسل نگاہ پیچھے کھڑی لڑکی پری پر تھی وہ ایک ایک کر کے سب سے ملا۔

"پری کھڑی کیا ہو جاؤ، شوہر کو پانی دو۔"اس کی بھابھی نے کان میں کہا،اب وہ سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب پری پانی کا گلاس تھامے اس کے سامنے آگئی۔

"السلام علیکم "اس کے جوتوں پر دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہااور پانی کا گلاس اس کے سامنے کر دیا

"وعلیکم اسلام !"مسکرا کر کہتا اس نے پانی کا گلاس تھاما۔پری کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ ارسل کو شرارت سوجھی اس نے پری کی دو انگلیوں کو پکڑا تو پری کے ہاتھ سے گلاس چھوٹ کر ارسل کے پاؤں پر جا گرا۔

"کیا ہو گا پری تمہارا۔۔"شازیہ نے ماتھا پیٹا۔

"میں صاف کر دیتی ہوں۔۔"پری نے گھبراتے ہوئے کہا۔

"نہیں تم رہنے دو میرے کپڑے نکال دو بیگ سے میں فریش ہو جاتا ہوں۔" ارسل اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے کی طرف گیا پری اثبات میں سر ہلا کر اس کے پیچھے چلی گئی، پیچھے موجود سب گھر والوں نے اسے گھور کر دیکھا۔

☆☆☆☆

اپنا کام ختم کر کے پری کمرے میں داخل ہوئی، دروازہ کھولتے ہی ایک خوش گوار فضا نے اس کا استقبال کیا۔ گلابوں اور پرفیومز کی ملی جلی مہک پری کو بہت بھلی محسوس ہوئی۔ کمرے میں اندھیرا تھا ارسل نے کہا تھا وہ تھکا ہوا ہے آرام کرے گا، اس لئے پری بنا لائٹ جلائے اندر داخل ہوئی لیکن اس کے پاؤں کے نیچے فرش پر اسے کچھ نرم چپ چپا سا محسوس ہوا وہ نیچے دیکھ رہی تھی جب اس کے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔

"کون؟" پری ایڑھیوں کے بل پیچھے گھومی تو اندھیرے میں اسے کسی کے ہونے کا احساس ہوا۔

"آپ کا سرتاج!" پری کے کانوں میں سرگوشی ہوئی، کوئی اس کے قریب بہت قریب تھا کہ اس کی سانسوں کو بھی وہ سن سکتی تھی

"آپ؟؟آپ سوئے نہیں کیا؟"پری نے اپنی اتھل پتھل سانسوں پر قابو پانے کی ناکام کوشش کی۔

"ہائے نیند کس کمبخت کو آنی ہے۔"اندھیرے میں اس نے پری کے دونوں ہاتھوں کو پکڑا۔ پری کے ہاتھ ٹھنڈے ہو رہے تھے

"لائٹ آن کر دیں۔"پری نے آہستگی سے کہا اور اگلے لمحے پورا کمرا روشن ہو گیا۔

"کیا ہوا؟اتنا پسینہ کیوں آرہا ہے پری۔"ارسل کی آنکھوں میں شرارت تھی۔

"نہیں تو ایسی تو کوئی بات نہیں۔"ارسل نے نفی میں سر ہلایا اور اس کا ہاتھ تھام کر صوفے کے پاس آگیا۔

"بیٹھو۔۔"

پری بیٹھ گئی اور ارسل اس کے سامنے میز پر بیٹھ گیا،پری نے ایک نظر پورے کمرے پر ڈالی جہاں جا بجا پھول کی پتیاں بکھری ہوئی تھیں۔

"آنکھیں بند کرو"پری نے آنکھیں زور سے بند کیں،ارسل کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی

"اب کھول لو۔" ارسل نے اپنے پیچھے سے شاپر میں سے دو گجرے نکال کر اسے پہنائے

"الحمدللہ!" اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور اس نے اپنے لب اس کے ہاتھوں پر رکھ دیئے۔

"تم نہیں جانتی یہ چار سال میں نے کس طرح گزارے ہیں پری! دوبارہ مجھ سے مت ناراض ہونا، اب کی بار میں برداشت نہیں کر سکوں گا۔" پری کے رخسار سرخ ہو رہے تھے

"تم شرماتی بھی ہو؟" ارسل تھوڑا سا آگے کو جھکا تو پری نے اپنے ہاتھ چھڑا کر منہ پر رکھ دیئے

"ہائے!" ارسل نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔

☆☆☆☆

تین سال قبل:

دبئی کے ساحل سمندر پر اس وقت کافی رش تھا، کیوں کہ بہت سے لوگ چھٹیوں کا لطف لینے وہاں آئے ہوئے تھے۔ ان سب میں ایک جوڑا تھا لڑکی نے پاؤں تک آتی فراک پہن رکھی تھی اور سر پر حجاب تھا۔ ساتھ ایک مرد جس کی گود میں دو سالہ ننھی بچی اٹھائی ہوئی تھی۔ وہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا۔

"تم عائشہ کو لے کر یہاں بیٹھو، میں ان لوگوں کو دیکھ کر آتا ہوں۔" نوجوان نے بچی کو عورت کے ہاتھوں میں دیا اور انہیں ایک جگہ بٹھا کر چلا گیا۔

"کیا ہو گیا؟ تم لوگ یہاں گاڑی سے نکل نہیں رہے اور وہاں میں اپنی بیگم اور بچی کو تنہا چھوڑ کر سامان لینے آیا ہوں" وہ ایک گاڑی کے پاس رکا اور برہم ہوا۔

"کیا ہو گیا ایان؟ ہم تو نکل رہے ہیں لیکن یہ تیرا بھتیجا کب سے روئے جا رہا ہے۔" گاڑی سے نکل کر وہ تنک کر بولا۔

"تم لوگ کسی کام کے نہیں، مجھے پتہ تھا میرا بھتیجا تم لوگوں سے کنٹرول نہیں ہو گا۔" ایان کہتا گاڑی کے اندر جھانکا اور ایک ننھے سے بچے کو گود میں اٹھا کر باہر نکالا۔

"کیا ہوا میرے بچے؟ میں جانتا ہوں تجھے اپنے ماں باپ بلکل پسند نہیں ہیں لیکن کیا کریں انہی کے ساتھ گزارا کرنا ہے۔" بچے کے گال سہلاتے اس نے طنز کیا

"رہنے دیں ایان بھائی! آپ نے ہی اسے ایسا کیا ہے۔" گاڑی سے ایک عورت باہر نکلی جس نے بلکل ویسا ہی لباس پہنا تھا جیسا ایان کی بیوی آبگینہ نے۔

"ہاں پتہ ہے سبرینا یہ بھی بچپن میں ایسا ہی تھا اور میرے بیٹے کو بھی ایسا کر دیا۔" شاویز نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"ہاں تو تو جو ہر وقت میری بیٹی کو اپنے جیسا سگھڑ بنانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔" ایان نے بچے کو گود سے اتارا

"تو اچھی بات ہے نا۔"

"اچھا اچھا بس بس! آبگینہ انتظار کر رہی ہو گی ہمارا، چل چلیں۔ آجاؤ ابان بیٹا۔" اپنے بیٹے کو گود میں اٹھا کر وہ ساحل کی طرف بڑھ گئی اور شاویز اور ایان گاڑی سے سامان نکالنے لگے۔

"یار! اس بار تو ہم یہاں آئے ہیں، اگلی بار نہیں آئیں گے۔" سامنے سمندر کو دیکھتے ایان بولا

"کیوں؟ آپ کو یہ جگہ پسند نہیں آئی۔" آبگینہ نے تعجب سے دیکھا

"نہیں پسند تو آئی ہے مگر پیرس کی الگ ہی بات ہے۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"تمہارے شوہر کو مہمان نوازی کروانے کا شوق ہے بس۔" شاویز نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

Clubb of Quality Content

"ایسا کب کیا میں نے میں تو وہاں ہوٹل میں رکنا چاہتا تھا لیکن ارسل نے زبر ستی کی۔" ایان نے ہاتھ جھاڑے

"بس رہنے دو۔۔"

"اُفف ایک تو آپ دونوں کہیں بھی شروع ہو جاتے ہو۔۔" آبگینہ اور سبرینا نے اپنا سر پکڑ لیا

"نوال اور جنت کو مس کر رہی ہو؟" آبگینہ کو خاموش دیکھ کر سبرینا نے پوچھا

"نہیں انہیں بی جان کے ساتھ زیادہ اچھا لگتا ہے۔ ہم تو انہیں بھی لانا چاہ رہے تھے مگر وہ کہتے ان کی بی جان اکیلی ہو جائیں گی" دونوں مسکرادی

"میں بہت مطمئن ہوں بی جان اور ایان نے عائشہ اور جنت نوال میں کبھی فرق ہی نہیں کیا۔" ڈھلتے سورج کو دیکھتے وہ اطمینان سے کہہ رہی تھی

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" سورج ڈھل رہا تا اور ساحل پر بیٹھ کر سورج کو سمندر میں ڈھلتے دیکھ کر وہ چاروں بہت لطف اندوز ہو رہے تھے م۔ کمل فیملیز تھی ان کی۔

☆☆☆☆

تین سالوں میں بہت کچھ بدلا تھا۔ارسل اور شاویز کی دشمنی ختم ہو گئی تھی۔ایان آبگینہ کو اللہ نے بیٹی سے نوازا تھا جو زیادہ تر سبرینا اور شاویز کے ساتھ رہتی تھی۔اس کا نام بھی شاویز نے رکھا تھا اور شاویز اور سبرینا کو اللہ نے پہلی اولاد بیٹا دیا تھا، جو ہر وقت ایان کے پاس ہوتا تھا۔ایان نے اسے اپنی طرح شریر بنا دیا تھا اور اس کا نام بھی اپنے نام سے ملا کر رکھا تھا ابان۔ارسل نے پیرس میں نوکری ڈھونڈ لی تھی اور پریشے کو اپنے ساتھ لے گیا۔گھر والوں نے بہت روکنا چاہا کہ اسے ساتھ نہ لے کر جائے لیکن وہ بضد تھا۔ہر ماہ ماں باپ کے لئے ہی نہیں سب کے لئے خرچہ بھیجتا تھا اور اپنے ماں باپ کو عمرہ بھی کروایا کچھ عرصہ شازیہ کو پیرس میں رکھا لیکن وہ ایڈجسٹ نہیں ہو پا رہی تھیں تو خود ہی واپس جانے کا کہہ دیا۔

☆☆☆☆

وہ کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی جب دروازے پر بیل بجی، "اس وقت کون آیا ہو گا۔

"اس نے گھڑی کی طرف دیکھ کر سوچا۔

"آ رہی ہوں" دوبارہ بیل بجنے پر وہ اکتا گئی لاؤنج میں کرسی پر رکھا دوپٹہ لیا اور دروازہ کھولنے گئی

"ارتضی" دروازہ کھولتے ہی اس کے لب پھیل گئے

"آپی" اس نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا

"تم یہاں کیسے ؟" پریشے نے حیرت کا اظہار کیا

"سمسٹر بریک تھا، دوستوں کے ساتھ ٹرپ پر آیا تھا سوچا اپنی گڑیا کو دیکھ لوں۔" ادھر ادھر نظریں گھمائیں۔

"ہاں بھئی میں بھی کہوں مجھے دیکھنے کیسے آ گئے، پاکستان میں کبھی اتنی زحمت نہیں ہوئی تم سے۔" اس نے برا سا منہ بنایا

"آپ سے بھی مل لوں گا پہلے بتائیں گڑیا کہاں ہے ؟"

"اندر کمرے میں سو رہی ہے، تم جاؤ میں تمہارے لئے کچھ بنا کر لاتی ہوں۔" کمرے کی طرف اشارہ کر کے وہ کچن کی طرف پلٹی۔

"آپی میں آپ کے ہاتھ کی چائے پیوں گا" وہ اثبات میں سر ہلا کر کچن کی طرف گئی

☆☆☆☆

"آپی یہ کتنی پیاری ہے اس کی آنکھیں دیکھیں بلکل اپنے باپ پر گئی ہیں۔"بچی کو گود میں اٹھا کر اس کے گال سہلانے لگا۔

"ہاں"

"اچھا کیا بناؤں کھانے میں؟"

"کچھ نہیں آپی بس میں چلوں گا میرے دوست انتظار کر رہے ہوں گے میرا۔"بچی کو گود میں بٹھا کر وہ بولا

"ایسے کیسے کھانا کھا کر جانا اپنے دوستوں کو بھی بلالو اگر مسئلہ ہے تو۔"پریشے نے ناراضگی کا اظہار کیا

"میں کل آؤں گا پکا ابھی مجھے جانا ہے۔"بچی کو کاؤچ پر ڈال کر وہ اپنی جیکٹ کے جیب میں کچھ ٹٹولنے لگا۔

"میری گڑیا ماموں کی جان!"جیب سے ایک سیاہ ڈبی نکال کر اس نے بچی کے ہاتھ میں رکھ دی

"یہ کیا ہے؟"

"یہ میری گڑیا کے لئے ایک چھوٹا سا گفٹ۔"

"دکھاؤ کیا ہے۔" اس نے ڈبی کھولی تو اس کے اندر ایک سنہری نازک سی چین تھی جس کے آگے ایک چھوٹا سا نام "حیا" جگمگا رہا تھا۔

"اتنا مہنگا گفٹ دینے کی کیا ضرورت تھی اور پیسے کہاں سے آئے؟"

"افف آپی اب میں بڑا ہو گیا ہوں اور آپ ہمارے معاملے سے دور ہی رہیں۔" اپنے اور بچی کی طرف اشارہ کیا۔

"اوکے بائے!" بچی کے ماتھے پر بوسہ دے کر وہ اٹھا اور دروازے کی طرف چل دیا۔

"میں کل انتظار کروں گی۔" پری نے پیچھے سے آواز لگائی اور بچی کو اٹھا کر کمرے میں آگئی۔

☆☆☆☆

"یہ دیکھیں ارتضی لے کر آیا ہے حیا کے لئے، بھلا ایک سال کی بچی کو کیا پتہ سونے کا" وہ بیڈ پر لیٹا موبائل دیکھ رہا تھا جب پریشے نے چین اس کے سامنے کی۔

"اوہ کیا ہو گیا بھئی! پہلی دفع ماموں بنا ہے خوشی تو ہو گی" ایک نظر پاس کھیلتی کنچی آنکھوں والی سفید رنگت کی بچی پر ڈالی۔

"ہاں پر۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ارسل نے اسے پکڑ کر بیڈ پر بٹھا دیا۔

"پری یہ وقت اپنی باتیں کرنے کا ہے۔" وہ پیار سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ایک تو تمہارا اشر مانا اف۔۔" اس کا جھکا چہرہ دیکھ کر اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا

"اور آپ کا چھچھورا پن۔۔"

"اوہ محترمہ بیوی ہیں آپ، میری گرل فرینڈ نہیں۔ پورا حق ہے میرا آپ سے ایسی باتیں کرنے کا۔" اسے مزید اپنے قریب کیا۔ پری نے اس کی گود میں سر رکھ دیا وہ آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

آپ کے حسن پہ لکھوں تو بھلا کیا لکھوں

کس طرح وہ کہ جو لکھا نہیں جاتا لکھوں

سوچتا ہوں کہ بہت ہو گئی بس ٹال مٹول

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آج لکھوں جو کسی نے نہیں لکھا لکھوں

ہو گیا نقش جمال آپ کا دل پر جیسے

جو مٹائے نہ مٹے کاش کچھ ایسا لکھوں

کیا کروں ہائے مگر کیسے کروں بات بیان

آپ کو جانِ جہاں جانِ تمنا لکھوں

آنکھ لڑ جانے کو تشبیہ کسی روگ سے دوں

ہاتھ چھو جائے تو اعجازِ مسیحا لکھوں

تیر ان ناز سے اٹھتی ہوئی پلکوں کو کہوں

جھیل نینوں کو سمندر سے بھی گہرا لکھوں

آپ کے عشق میں جینے کو ستم کہہ ڈالوں

آپ کے حسن پہ مرنے کو مداوا لکھوں

چھوڑیے مجھ سے یہ شاید نہیں ہو پائے گا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دیکھیے بات یہ ہے میں نے تو چاہا لکھوں

آپ کا حسن مگر چیزے دگر ہے کوئی

میری اوقات نہیں ہے کہ سراپا لکھوں

دل ہی قابو میں نہیں شعر کہوں تو کیسے

حالت اچھی ہو تو شاید کبھی اچھا لکھوں

کہیے کیا حکم ہے راحیلِ دلِ افروختہ کو

آگے اب تھام کے دل بیٹھ رہوں یا لکھوں

(راحیل فاروق)

ختم شدہ

Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842